﴿... اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِاللّٰهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَشَاءُ*﴾ (آل عمران: ٧٤) ﴿... عَسٰى اَنْ يَبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَحْمُودًا*﴾ (بنی إسرائيل: ٨٠)

الفضل

ہفت روزہ

انٹرنیشنل

مدیر أعلیٰ نصیر أحمد قمر

جلد ۳ جمعۃ المبارک ۱۲ جنوری ۱۹۹۶ء شمارہ ۲

مختصرات

دائمی مرکز احمدیت ـ قادیان دارالامان میں جماعت احمدیہ کا ۱۰۴ جلسہ سالانہ ۲۶، ۲۷، ۲۸ دسمبر ۱۹۹۵ء کو منعقد ہوا اور اللہ تعالیٰ کے بےشمار فضلوں کے جلو میں نہایت کامیابی سے اختتام پذیر ہوا۔ اس جلسہ کی نمایاں بات یہ تھی کہ جلسہ کے پہلے روز سیدنا حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے لندن سے MTA کے ذریعہ حاضرین جلسہ قادیان اور MTA کے ناظرین سے براہ راست خطاب فرمایا۔ اسی طرح جلسہ کے آخری روز حضور انور نے اختتامی خطاب بھی اسی طریق پر ارشاد فرمایا۔ ہر دو روح پرور خطابات نے قادیان کے اس بابرکت جلسہ کو حقیقی معنوں میں ایک عالمگیر جلسہ بنا دیا۔ اکناف عالم سے عشاق اسلام کے قادیان میں جمع ہونے اور حضور انور کے جلالی خطابات نے صدائے قادیان کے ساری دنیا میں پھیل جانے کا ایمان افروز نظارہ ایک بار پھر بڑی شان سے دکھا دیا اور حضرت مسیح پاک علیہ السلام کے یہ اشعار ایک بار پھر عملی صورت میں ڈھل گئے

میں تھا غریب و بیکس و گمنام و بےہنر ۔۔۔ کوئی نہ جانتا تھا کہ ہے قادیاں کدھر
اب دیکھتے ہو کیسا رجوع جہاں ہوا ۔۔۔ اک مرجع خواص یہی قادیاں ہوا

ہفتہ ۲۳ دسمبر ۱۹۹۵ء

آج بچوں کی حضور انور کے ساتھ "ملاقات" کا پروگرام ہوا۔ جس میں سب سے پہلے ایک بچی نے نظم پڑھی پھر ایک بچی نے حضرت چودھری محمد ظفراللہ خان صاحبؓ کے بارہ میں تقریر کی جس کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے بھی حضرت چودھری صاحب اور انکی والدہ کے بارہ میں کچھ مزید حالات و واقعات بیان فرمائے نیز محترم شیخ عبدالقادر صاحب محقق کے مختصر سوانح اور انکی علمی خدمات کا بہت اچھے رنگ میں تذکرہ فرمایا۔ حضور انور ایدہ اللہ نے بچوں کو نصیحت فرمائی کہ آئندہ ہر بچہ اپنی تقریر خود لکھ کر لایا کرے۔ دوسروں کی لکھی ہوئی تقریر کرنے کی اجازت نہ ہوگی۔ آخر میں اگلی کلاس کے پروگرام کے بارہ میں بچوں کو بتایا گیا۔

اتوار ۲۴ دسمبر ۱۹۹۵ء

آج انگریزی بولنے والے احباب کے ساتھ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کی مجلس سوال و جواب ہوئی۔ اس مجلس میں ایتھوپیا کے AROMO مہمان آئے ہوئے تھے۔ پروگرام کی ابتداء میں حضور انور نے مہمانوں سے انکی قوم کے بارہ میں متفرق امور دریافت فرمائے اور ان کی زبان میں ترجمہ قرآن مجید کا ذکر فرمایا۔ بعد ازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ان کے مندرجہ ذیل سوالات کے جوابات عطا فرمائے۔

★ شیعہ اور سنی مسلمانوں کے حوالہ سے جماعت احمدیہ کا اسلام میں کیا مقام اور حیثیت ہے؟

★ جماعت احمدیہ کی امتیازی خصوصیات اور پہلو کیا ہیں؟

★ دنیا میں انسانی حقوق کی پامالی بہت عام ہے۔ جماعت احمدیہ اس سلسلہ میں کیا خیالات رکھتی ہے اور اس صورت حال کے ازالہ کے لئے کیا کر رہی ہے؟

★ کرسمس کے بارہ میں آپکے خیالات اور نظریات کیا ہیں؟

سوموار ۲۵ دسمبر ۱۹۹۵ء

پروگرام کے مطابق حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے آج ہومیو پیتھی کلاس نمبر ۱۳۴ لی۔

منگل ۲۶ دسمبر ۱۹۹۵ء

آج ہومیو پیتھی کلاس نمبر ۲۳ دوبارہ دکھائی گئی۔

بدھ ۲۷ دسمبر ۱۹۹۵ء

حسب پروگرام ترجمۃ القرآن کلاس نمبر ۱۰۷ منعقد ہوئی جس میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے سورۃ توبہ کی آیات ۷۳ تا ۹۸ کا آسان فہم ترجمہ اور ضروری مقامات کی تفسیر بیان فرمائی۔

جمعرات ۲۸ دسمبر ۱۹۹۵ء

آج ترجمۃ القرآن کی نئی کلاس منعقد نہیں ہوئی البتہ ایک سابقہ کلاس کی ویڈیو دوبارہ پیش کی گئی۔

جمعۃ المبارک ۲۹ دسمبر ۱۹۹۵ء

آج حضور انور ایدہ اللہ کے ساتھ اردو زبان میں سوال و جواب کی مجلس منعقد ہوئی۔ جس میں حضور انور نے مندرجہ ذیل سوالات کے جوابات عطا فرمائے۔

★ یورپین ملکوں میں عام طریق ہے کہ جب کوئی مریض لاعلاج ہو یا قریب المرگ ہو تو ڈاکٹر صاحبان اسے کھل کر ساری تفصیل بتا دیتے ہیں۔ اسلامی تعلیم کے لحاظ سے کیا ایسا کرنا درست ہے؟

★ قرآن مجید میں فرشتوں کی ہستی کا کیا ثبوت بیان ہوا ہے۔ بعض لوگ فرشتوں کو HALLUCINATION قرار دیتے ہیں۔

باقی اگلے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں

ارشادات عالیہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

زبان کو جیسے خدا تعالیٰ کی رضامندی کے خلاف کسی بات کے کہنے سے روکنا ضروری ہے اسی طرح امر حق کے اظہار کے لئے کھولنا لازمی امر ہے

"........ جبکہ ان ساری باتوں سے معلوم ہو گیا کہ سچے تقویٰ کے بغیر کوئی راحت اور خوشی مل ہی نہیں سکتی تو معلوم کرنا چاہئے کہ تقویٰ کے بہت سے شعبے ہیں جو عنکبوت کے تاروں کی طرح پھیلے ہوئے ہیں۔ تقویٰ تمام جوارح انسانی عقائد، زبان، اخلاق وغیرہ سے متعلق ہے۔ نازک ترین معاملہ زبان سے ہے۔ بسا اوقات تقویٰ کو دور کر کے ایک بات کہتا ہے اور دل میں خوش ہو جاتا ہے کہ میں نے یوں کہا اور ایسا کہا، حالانکہ وہ بات بری ہوتی ہے۔ مجھے اس پر ایک نقل یاد آئی ہے کہ ایک بزرگ کی کسی دنیادار نے دعوت کی۔ جب وہ بزرگ کھانا کھانے کے لئے تشریف لے گئے تو اس متکبر دنیا دار نے اپنے نوکر سے کہا کہ فلاں تھال لانا جو ہم پہلے حج میں لائے تھے اور پھر کہا دوسرا تھال بھی لانا جو دوسرے حج میں لائے تھے اور پھر کہا کہ تیسرے حج والا بھی لیتے آنا۔ اس بزرگ نے فرمایا تو تو بہت ہی قابل رحم ہے۔ ان تین فقروں میں تو نے اپنے تین ہی حجوں کا ستیاناس کر دیا۔ تیرا مطلب اس سے صرف یہ تھا کہ تو اس امر کا اظہار کرے کہ تو نے تین حج کئے ہیں۔ اس لئے خدا نے تعلیم دی ہے کہ زبان کو سنبھال کر رکھا جائے اور بےہودہ، بے موقع غیر ضروری باتوں سے احتراز کیا جائے۔

باقی صفحہ نمبر ۱۴ پر ملاحظہ فرمائیں

خدا کی تقدیر یہ فیصلہ کر چکی ہے کہ ہر سال احمدیت کے حق میں نئی شان کا سال ہوگا

(خلاصہ خطبہ جمعہ ۲۹ دسمبر ۱۹۹۵ء)

لندن (۲۹ دسمبر) سیدنا حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے آج مسجد فضل لندن میں خطبہ جمعہ ارشاد فرماتے ہوئے فرمایا ۱۹۹۵ء اللہ کے فضل سے بہت سی خوش خبریاں پیچھے چھوڑ کر رخصت ہونے والا ہے۔ اس سال میں بہت سے اہم واقعات رونما ہوئے۔ حضور نے فرمایا کہ ہم سب کو اپنے سال گزشتہ کے حالات پر ایک نظر ڈالنی چاہئے کہ اس دوران کتنی بدیاں اتار پھینکیں اور کتنی خوبیاں نئی حاصل کی ہیں۔ یہ جائزہ ہر سال کے اختتام پر ہوتا رہنا چاہئے۔ وہ ذمہ داریاں جو آپ کے سپرد ہیں ان پر غور کرنا چاہئے۔ حضور نے فرمایا اپنی ذات سے جائزے کا سفر شروع کریں اور پھر اسے اپنے بیوی بچوں، ماحول اور دوستوں پر پھیلاتے چلے جائیں۔ پھر اس سے گزشتہ سال پر بھی اچٹتی سی نظر ڈالیں کہ کیا ہمارا قدم آگے بڑھا ہے یا پیچھے ہٹا ہے۔ رمضان المبارک بھی آنے والا ہے۔ رمضان سے رمضان کے سفر کا بھی جائزہ لیا کریں۔

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے خطبہ کے آغاز میں تشہد، تعوذ اور سورہ فاتحہ کے بعد سورہ البقرہ کی آیات ۱۸ اور ۱۹ کی تلاوت فرمائی۔ ان آیات کے حوالہ سے حضور نے فرمایا کہ ان میں ایک نور کا بھی ذکر ہے اور نار کا بھی ذکر ہے۔ اس طرح سورہ نور میں بھی ایک نور اور نار کا ایک ہی جگہ ذکر ہے۔ سورہ نور میں جو "لولم تمسسہ نار" فرمایا گیا ہے وہاں نار سے کیا مراد ہے؟ اس کا ایک مطلب تو یہ بیان کیا جاتا ہے کہ وہ تیل اپنی ذات میں ایسا شفاف تھا جو بھڑک اٹھنے کے لئے تیار تھا خواہ آگ اسے نہ بھی چھوئے۔ پھر اللہ کی طرف سے جب نور اترا تو اس نے اسے بھڑکا دیا۔ وہاں نار کا ذکر نہیں ہے۔ حضور نے فرمایا کہ دعا کے بعد اللہ تعالیٰ نے مجھے جو مفہوم سمجھایا ہے وہ یہ ہے کہ انسانی صلاحیتوں کے تیل پر بعض دفعہ اس کی فطرت کی نار بھی اثر انداز ہوتی ہے۔ اور "لولم تمسسہ نار" سے میرے نزدیک یہ مراد ہے کہ آنحضرتؐ کے وجود کو نار مس نہیں کر سکتی تھی۔ ناممکن تھا کہ کسی پہلو سے بھی نار کا آپؐ پر اثر ہو۔ آپؐ کی کسی نفسانی خواہش نے آپؐ کی صلاحیتوں پر ذرہ بھی اثر نہیں ڈالا۔ پس نار نے تو مس نہیں کیا ہاں آسمان سے ایک شعلہ نور اترا ہے اور اس کے نتیجہ میں آپ نور علیٰ نور ہو گئے۔

باقی اگلے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں

اگر آواز گھٹ جائے گلے میں
ہماری بات کہہ جائیں کھلو
ہو ان سے پھر کسی کو کیا توقع
اگر انسان بن جائیں کھلو
لڑھکتے ہیں ہوس کی دھن پہ ہر دم
کبھی دائیں کبھی بائیں کھلو
مسلسل کھیلتے رہنے سے اک دن
کہیں ہم خود نہ بن جائیں کھلو
سلیقہ چاہئے کھل کھیلنے کا
کھلونوں کے نہ کام آئیں کھلو
بڑے ہوکر نہیں وہ تشنہ رہتے
جنہیں بچپن میں مل جائیں کھلو
کھلونوں کی ضرورت عمر بھر ہے
ضرورت سے بدل جائیں کھلو
چلو کچھ اس طرح گھل مل کے کھیلیں
کہ آپس میں بدل جائیں کھلو
جو بس میں ہو ہر اک لاڈلے کو
فلک سے لاکے دیں مائیں کھلو
ضعیفی میں بنیں ماں باپ بچے
اگر پردیس سے آئیں کھلو
اگر تم سا ملے کوئی کھلاڑی
خوشی سے ہم ہی بن جائیں کھلو

(امتہ الباری ناصر)

بقیہ: مختصرات

★ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ وہ شرک کے سوا سب گناہ بخش دیتا ہے۔ اس سے ذہن میں یہ ابھرتا ہے کہ پھر تو شرک کی سزا بھی کبھی ختم نہ ہونے والی ہوگی جبکہ ہمارا عقیدہ ہے کہ جہنم ایک وقت جائے گی۔ اس اشکال کا کیا حل ہے؟

★ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے تربیت یافتہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین جن کے بارے میں مجید میں رضی اللہ عنھم و رضوا عنہ کے الفاظ بھی آتے ہیں، انہی صحابہ کے متعلق یہ دیکھ کر کہ آنحضرت صلی علیہ وسلم کے وصال کے چند سال کے اندر اندر باہم برسرپیکار ہوگئے اور بہت سا جانی نقصان ہوا، بہت سخت اور کرب محسوس ہوتا ہے۔ اس صورت حال پر حضور کا کیا تبصرہ ہے؟

★ قرآن مجید میں ایک جگہ آتا ہے "ولمن خاف مقام ربہ جنتان" اور پھر آیا ہے "ومن دونھم جنتان"۔ یہ چار کونسی ہیں۔ نیز یہ سوال بھی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کو تو اس دنیا میں باغات نصیب لیکن حضرت عیسیٰؑ اور حضرت موسیٰؑ کے ماننے والے کو تو یہ نعمتیں بھی نصیب نہیں ہوئی تھیں۔

★ فضا کی آلودگی کے بارہ میں سائنس دان یہ انتباہ کرتے رہتے ہیں کہ یہ ایک دن دنیا کی تباہی کا موجب اس بارہ میں حضور کا کیا مشورہ اور تبصرہ ہے؟

★ قرآن مجید کی تفاسیر میں حل لغات کے موقعہ پر جب لغات کا حوالہ دیا جاتا ہے تو اکثر لغات جو مسلمانوں کی ہوئی ہیں وہ قرآن مجید کی مختلف آیات کے حوالہ سے معانی بیان کرتے ہیں۔ یہ معانی ان لوگوں کے سامنے پیش کئے جاسکتے ہیں جو مسلمان نہ ہوں؟

★ اسلامی تعلیم کے لحاظ سے کسی کو برے نام سے پکارنے کی ممانعت ہے۔ سوال یہ ہے کہ بدترین دشمن اسلا ابوجہل کے نام سے کیوں یاد کیا جاتا ہے؟

★ قرآن مجید کی سورہ الواقعہ میں آتا ہے "ثلۃ من الاولین و قلیل من الآخرین" (آیات ۱۴ تا ۱۵ و آیات ۴۰ تا ان سے کون لوگ مراد ہیں؟

★ قرآن پاک میں جہاں تثلیث کا ذکر ہے وہاں حضرت مریم علیہا السلام کو اس کا حصہ بیان کیا گیا ہے جبکہ مو دور کے عیسائیوں کے مروجہ عقائد کے مطابق حضرت مریمؑ اس کا حصہ نہیں ہیں۔

★ قرآن مجید میں ذکر ہے کہ خدا تعالیٰ نے سات آسمان اور سات زمینیں پیدا کی ہیں اور ان کے درمیان ا حکم (امر) نازل ہوتا رہتا ہے۔ اس امر سے کیا مراد ہے؟

★ اسلام میں عذاب قبر کا کیا تصور ہے؟

★ حضرت آدم علیہ السلام سے قبل کے انسانوں کے حساب کتاب کی کیا صورت ہوئی ہوگی کیونکہ اس وقت شریعت کا نزول نہ ہوا تھا۔

(ع۔م۔

بقیہ: از صفحہ خلاصہ خطبہ جمعہ

حضور نے فرمایا کہ یہ سال جو گزرا ہے یہ سال جماعت کے خلاف سازشوں کا بھی سال ہے۔ حضور نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے الہام "بعد گیارہ انشاء اللہ" کے حوالے سے بتایا کہ میں نے جو اس الہام کی تفہیم کا مختلف پہلوؤں سے ذکر کیا تھا۔ ایک پہلو سے یہ پیش گوئی پوری ہو چکی ہے۔ حضور نے فرمایا کہ میں نے تحریک کی تھی کہ ان بدبختوں کے لئے "اللھم مزقھم کل ممزق و سحقھم تسحیقا" کی دعا کرنی چاہئے جن کے لئے یہ بددعا قوم کے حق میں لازماً دعا بن جاتی ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ ان کی پکڑ کے ایسے سامان کرے کہ ان کے شر سے دنیا محفوظ ہو جائے۔ اس وقت میرے پیش نظر احمدیوں کو پہنچنے والا شر نہیں تھا بلکہ اہل پاکستان کو پہنچنے والا شر خصوصیت سے پیش نظر تھا۔ اور وہ شر تھا جس کی وہاں تیاریاں ہو رہی تھیں۔ دوسرا منصوبہ ان کا یہ تھا کہ اگلے سال ہجرت کا سال پورا ہونے تک جماعت کے خلاف ایسا عظیم فساد برپا کیا جائے جس کے بعد ہم کہہ سکیں کہ پاکستان سے جماعت ختم ہو چکی ہے۔ یہ سازشیں ہیں جو اندر اندر پنپتی رہیں جو صرف جماعت سے نہیں بلکہ سارے پاکستان سے تعلق رکھتی ہیں۔ حضور نے فرمایا کہ میرے نزدیک بعد گیارہ کوئی نشان پاکستان میں ظاہر ہونا ہے۔ پاکستان میں کچھ عرصہ قبل ایک ناکام فوجی بغاوت کی سازش کا ذکر کرتے ہوئے حضور نے فرمایا کہ یہ نہایت بھیانک سازش تھی جس کے نتیجہ میں سارا ملک خانہ جنگی اور عام ہلاکت میں دھکیل دیا جاتا۔ حضور نے فرمایا کہ وقت آئے گا اور مزید پردے اٹھیں گے تو حالات معلوم کر کے آپ اندازہ کر سکیں گے کہ کتنی خوفناک سازش تھی جسے اللہ نے چاک کر کے اس کے پرخچے اڑا دئے۔ اللہ کا احسان ہے کہ وقت پر ان دعاؤں کی تحریک میرے دل میں ڈالی۔ ہمیں ان سازشوں کا کچھ بھی پتہ نہیں تھا۔

حضور نے فرمایا کہ ملاں سمجھتا ہے کہ آنے والا سال اس کا سال ہوگا۔ حضور نے فرمایا کہ میں نے پہلے بھی کہا تھا کہ تم لاکھ دفعہ مرو اور لاکھ دفعہ جیو وہ سال کبھی طلوع نہیں ہوگا جو احمدیت کا سال نہ ہو اور تمہارا سال ہو۔ خدا کی تقدیر یہ فیصلہ کر چکی ہے کہ ہر سال احمدیت کے حق میں نئی شان کا سال ہوگا۔

حضور نے فرمایا کہ تائیدی نشان دو قسم کے ہوتے ہیں۔ ایک دشمنوں کے شر سے حفاظت کا نشان اور بعض تائیدی نشان مثبت رنگ کے ہوتے ہیں۔ حضور نے فرمایا کہ انشاء اللہ عالمی بیعت کے وقت خدا تعالیٰ غیر معمولی کامیابی اور غیر معمولی فتح کے نشان بھی عطا فرمائے گا۔ اس کے لئے حضور ایدہ اللہ نے احباب کو دعاؤں کی تحریک فرمائی۔

حضور نے فرمایا کہ ایک پہلو سے ۸۴ء کا سال وہ سال ہے جب احمدیت کے خلاف شرارتوں نے آغاز پکڑا۔ اس پہلو سے گیارہ والے الہام کو دیکھا جائے تو ۱۹۹۶ء کا سال بعد گیارہ بنتا ہے۔ اور ابھی ایک سال پورا باقی ہے خوش خبریاں دیکھنے کا۔ حضور نے فرمایا کہ میں یہ امید رکھتا ہوں کہ آئندہ سال کے پہلے چار ماہ میں یہ خوش خبریاں زیادہ اکٹھی ہونگی۔

حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ ایم ٹی اے کے خلاف بھی ایک سازش ہوئی تھی اور اللہ تعالیٰ نے بروقت اس سازش کو منکشف فرما دیا۔ اور نئے انتظامات کی تیاری کے لئے لمبا وقت دے دیا۔ نئے انتظام کے متعلق حضور نے فرمایا کہ مئی کے آغاز سے آئندہ ساڑھے پانچ سال تک انشاء اللہ کوئی تنگ نہیں کر سکے گا۔ بیچ کے عرصہ میں متبادل انتظام یورپ کا تو پختہ ہو چکا ہے۔ ایشیا کے متعلق ابھی کچھ مشکلات ہیں۔ میری خواہش تھی کہ یہ سلسلہ ربط نہ ٹوٹے اور خواہ تین گھنٹے کا وقت ملے یکم مئی تک مسلسل دکھایا جائے۔ اس سلسلہ میں کارروائی تقریباً پایہ تکمیل کو پہنچ گئی ہے۔ کچھ معمولی روکیں ہیں۔ ان کے دور ہونے کے لئے دعا کریں۔

جہاں تک افریقہ کا تعلق ہے افریقہ سے ان مہینوں میں رابطہ ٹوٹ جائے گا مگر اس کے متبادل کے طور پر خدا نے اور سامان کر دئے ہیں اور ایک ملک میں جہاں اشد ضرورت تھی ایک آزاد کمپنی نے از خود دلچسپی لے کر بغیر معاوضہ کے روزانہ ہمارے پروگرام دکھانے کی خواہش ظاہر کی ہے۔ ایک ملک میں ایک ریڈیو سٹیشن نے جماعت کے لئے ایک سال کے پروگرام وقف کر دئے ہیں۔

حضور ایدہ اللہ نے فرمایا یہ سال جہاں جماعت کے خلاف سازشوں کا سال تھا، سازشوں کی جوابی کاروائی کا بھی سال تھا اور جوابی کارروائی جاری رہے گی اور یہ سال ختم ہونے تک سازشوں کے گلے گھونٹے جائیں گے انشاء اللہ۔ آسمان سے جو برکتیں اترنے کا سلسلہ تھا وہ تو جاری رہے گا انشاء اللہ۔

حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ اس سال پر غور کرتے ہوئے ایک اور بات کا بھی خیال رکھیں کہ خدا نے آپ کی مالی توفیقات کو جو بڑھایا ہے کیا آپ نے اس کے مطابق اپنی مالی قربانی کو بھی بڑھایا یا نہیں۔ اس پہلو سے نئی نسلوں کی تربیت بھی کریں تاکہ اللہ تعالیٰ دین کی بڑھتی ہوئی ضرورتوں کو پورا کرنے کے لئے انہیں بھی توفیق عطا فرمائے۔

خطبہ کے آخر پر حضور ایدہ اللہ نے نماز جمعہ و عصر کے بعد بعض مرحومین کی نماز جنازہ غائب پڑھانے کا اعلان کرتے ہوئے مکرم چوہدری محمد انور حسین صاحب مرحوم (امیر ضلع شیخوپورہ) کا بہت محبت بھرا ذکر فرمایا۔ حضور نے فرمایا کہ آپ بہت مخلص فدائی انسان تھے۔ خدا تعالیٰ نے انہیں بے شمار خوبیوں سے نوازا تھا اور ہر دل عزیز شخصیت تھی۔ اسی طرح حضور انور نے معروف شاعر سید احسن اسماعیل صدیقی صاحب مرحوم (گوجرہ) کا ذکر خیر بھی فرمایا اور ان کی معروف نظم "عرفان کی بارش ہوتی ہے دن رات ہمارے ربوہ میں" کے بعض اشعار بھی پڑھ کر سنائے۔ اسی طرح مکرم اکرم ظفراللہ الشواء صاحب مرحوم ابن محمد الشواء صاحب آف دمشق کا ذکر خیر بھی فرمایا۔

(قسط نمبر ۲)

مسیحیت

ایک سفر حقائق سے فسانہ تک

Christianity —— A journey from facts to fiction

سیدنا حضرت مرزا طاہر احمد خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ

کی معرکہ آراء انگریزی تصنیف کا اردو ترجمہ

[یہ اردو ترجمہ مکرم مسعود احمد خان صاحب دہلوی (سابق ایڈیٹر روزنامہ الفضل حال جرمنی) نے کیا ہے جسے ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے - مدیر]

باب اول

ابنیت مسیح کی اصل حقیقت

مسیحیت میں خدا اور یسوع مسیح کے درمیان "باپ بیٹے" کے رشتہ کو بنیادی اور مرکزی اہمیت حاصل ہے۔ آیئے پہلے ہم یہ جاننے اور سمجھنے کی کوشش کریں کہ "حقیقی بیٹا" ہونا کس مفہوم کا حامل ہے، یعنی یہ کہ حقیقی بیٹا ہونے کے معانی کیا ہیں۔ جب ہم حقیقی باپ کا حقیقی بیٹا ہونے کے معانی پر اپنی توجہ مرکوز کرتے ہیں تو اس کی بعض ایسی تفاصیل ابھر کر سامنے آتی ہیں جو ہمیں ابنیت مسیح کے بارہ میں اپنی رائے یا نظریہ کا نظر ثانی کے رنگ میں دوبارہ جائزہ لینے پر مجبور کر دیتی ہیں۔ ہم پہلے اس امر کو لیتے ہیں کہ حقیقی بیٹا کیا ہوتا ہے؟ اس زمانہ میں جب کہ ابھی سائنس نے اتنی ترقی نہیں کی تھی اور یہ حقیقت ابھی دریافت نہیں ہوئی تھی کہ ایک بچہ کی تخلیق یا پیدائش کیسے اور کس طرح ظہور میں آتی ہے اس سوال کا بہت مبہم اور غیر واضح جواب دیا جا سکتا تھا ۔ازمنہ قدیم کے لوگوں کے نزدیک یہ بات عین ممکنات میں سے تھی کہ انسان کے ہاں نئے بچوں کی پیدائش کے مانند خدا کا بھی اپنا نسلی اور اصلی بیٹا ہو سکتا ہے۔ یہ نظریہ یا اعتقاد دنیا کے مختلف حصوں میں آباد قریباً تمام ملحدانہ سوسائٹیوں اور معاشروں میں ایک مسلمہ حقیقت کے طور پر عام پھیلا ہوا تھا۔ اگر یونانی علم الاصنام پر نظر ڈالیں تو وہ دیوی دیوتاؤں کی اولادوں کی پیدائش کے دیومالائی قصے کہانیوں سے بھرا پڑا ہے۔ اور اسی طرح ہندو دیومالائی سلسلہ بھی اس بارہ میں یونانی علم الاصنام سے کسی لحاظ سے بھی پیچھے نہیں ہے۔ اس قدم زمانہ کے انسانوں کا نظریہ یہ تھا کہ ان کے نام نہاد دیوی دیوتا جتنی تعداد میں چاہیں اپنے بیٹے بیٹیوں کو انسانوں کی طرح ہی خود جنم دے سکتے ہیں۔ اس زمانہ میں انسانی دماغ نے اپنے اس نظریہ کے مالہ وماعلیہ کے بارہ میں کبھی سوچا ہی نہ تھا اور نہ کبھی اس پر کسی اعتراض کی گنجائش کا سوال ہی پیدا ہوا تھا۔ اسے پہلے سے مروج ایک مسلمہ حقیقت کی حیثیت حاصل تھی۔ لیکن اب تو سائنس نے اس درجہ ترقی کر لی ہے کہ بچوں کی شکل میں نئے انسانوں کی تخلیق اور پیدائش کے پورے نظام اور طریق کار کو کسی ابہام کے بغیر اتنے حتمی اور واشگاف انداز میں پوری تفصیل کے ساتھ بیان کر دیا گیا ہے کہ قبل ازیں انسان کے لئے اس کا تصور بھی ممکن نہ تھا۔ جدید تحقیق کی رو سے حتمی طور پر ثابت شدہ یہ سارا نظام اپنی جملہ تفاصیل کے ساتھ بہت باریکیوں کا حامل ہے۔ جو لوگ اب بھی اس بات پر ایمان رکھتے ہیں کہ خدا خود اپنے وجود سے اپنے بیٹوں اور بیٹیوں کو جنم دے سکتا ہے ان کا اس بارہ میں بہت ہی گھمبیر اور پیچیدہ مسائل سے دوچار ہونا ناگزیر ہے۔ اور ان پر یہ لازم آتا ہے کہ وہ اس کے نتیجہ میں پیدا ہونے والے سوالات کا حل پیش کریں اور نت نئے اشکال دور کر کے دکھائیں۔

ماں باپ بننے کی سائنسی بنیاد

اولاً تو اس امر کو ذہن میں مستحضر رکھنا ضروری ہے کہ ایک بچہ کو معرض وجود میں لانے کا ذریعہ بننے میں ماں اور باپ دونوں کو اس پورے عمل میں مساوی حیثیت سے شریک ہونا اور حصہ دار بننا پڑتا ہے۔ انسانی جسم کے خلیوں (Cells) میں بعض مخصوص نوعیت کے بنیادی اجزاء ہوتے ہیں جو کروموسومز (Chromosomes) کہلاتے ہیں۔ ان کی تعداد ۴۶ ہوتی ہے ۔ ان کروموسومز نے توارثی عنصر یا جز (Genes) کو اپنے اندر سنبھالا ہوا ہوتا ہے۔ یہ توارثی عنصر انسانی کردار کو تشکیل دینے والے موروثی خصائل کا حامل ہوتا ہے اور یہ ہوتا بھی ہے انتہائی مہین اور باریک دھاگوں کی شکل میں۔ اسی عنصر کے ذریعہ موروثی خصائل اگلی نسل میں منتقل ہوتے ہیں۔ قدرت نے ایسا انتظام کیا ہے کہ جب انسانی ماں کا افزائشی جرثومہ یا بیضہ تولید تشکیل پاتا ہے تو تمام دوسرے خلیوں کے برخلاف اس میں پورے ۴۶ کروموسومز نہیں ہوتے۔ اس میں ان کی تعداد صرف ۲۳ ہوتی ہے۔ سو گویا بیضہ مادر میں جو کروموسومز ہوتے ہیں وہ ہر آدمی اور ہر عورت کے خلیوں میں موجود ۴۶ کروموسومز کا نصف ہوتے ہیں۔ جب مرد کے ساتھ ملاپ کے نتیجہ میں مرد کا نطفہ بیضہ مادر میں جا شامل ہوتا ہے اور بیضہ مادر تخم کے طور پر اسے اپنے اندر قبول کر لیتا ہے تو مرد کا نطفہ بقیہ ۲۳ کروموسومز کی کمی کو پورا کر کے بیضہ مادر میں کروموسومز کی تعداد کو ۴۶ کر دیتا ہے۔ دونوں کے تیئس تیئس کروموسومز کے باہم ملنے سے بیضہ مادر میں زرخیزی پیدا ہو جاتی ہے اور بچہ بننے کی اہلیت سے وہ ہمکنار ہو جاتا ہے۔ بیٹے کی شکل میں ایک نئے وجود کے پیدا ہونے کا یہ ہے خدائی منصوبہ۔ اگر خدا ایسا نظام وضع نہ کرتا تو ہر نئی نسل کی پیدائش میں کروموسومز کی تعداد پہلے سے دوگنا ہوتی چلی جاتی یعنی دوسری نسل میں ۴۶ کی بجائے ۹۲ کروموسومز ہوتے اور نتیجۃً نسل در نسل ہوتے ہوتے انسان دیوہیکل وجودوں میں تبدیل ہوتے چلے جاتے۔ الل ٹپ اور بے حساب نمو پانے، بڑھنے اور پھلنے پھولنے کا یہ سلسلہ بے قابو ہو کر نہ جانے تباہی و بربادی کی شکل میں کیا گل کھلاتا۔ بقائے نوع انسانی کے پورے منصوبے کو خدا نے ایسی عمدگی، حسن خوبی اور پر حکمت انداز میں وضع کیا ہے کہ افزائش نسل کی سطح پر آتے ہی زندگی کو جنم دینے والے خلیوں میں کروموسومز کی تعداد یک دم نصف ہو جاتی ہے۔ یعنی بیضہ مادر میں کروموسومز کی تعداد ۲۳ تک محدود رہتی ہے اور اسی طرح باپ کے نطفہ میں بھی ان کی تعداد ۲۳ سے آگے نہیں بڑھنے پاتی۔ اس لحاظ سے باقتضائے معقولیت توقع کے رنگ میں باور کیا جا سکتا ہے کہ نوزائیدہ بچے میں توارثی خصائل کے حامل آدھے عناصر (Genes) ماں کی طرف سے مہیا ہوتے ہیں اور آدھے مرد شریک حیات کی طرف سے۔ ثابت شدہ سائنسی حقائق کے رو سے یہ ہیں معنے اصلی اور حقیقی بیٹا ہونے کے۔ حقیقی بیٹا ہونے کی کوئی اور تعریف ایسی نہیں ہے جسے انسانی پیدائش پر چسپاں کیا جا سکتا ہو۔ اس میں شک نہیں کہ ردعمل آنے اور طریق کار کے انداز میں کسی قدر تبدیلی یا اختلاف کی گنجائش تو ہوتی ہے لیکن قدرت کے وضع کردہ جن اصولوں اور قواعد و ضوابط کا سطور بالا میں ذکر کیا گیا ہے ان میں کسی استثناء کی گنجائش نہیں ہے۔

اپنی توجہ کو مسیح کی پیدائش کے واقعہ پر ہی مرکوز رکھتے ہوئے ہم اس امر کو ذرا تصور میں لاتے ہیں کہ مسیح کی ذات کے معرض وجود میں آنے کے سلسلہ میں واقعتہً ہوا کیا ہو گا اور پھر تصور میں آنے والے ممکنات کی بناء پر ایک خیالی منظر نامہ کا خاکہ تیار کرتے ہیں۔

پہلا امکان جسے سائنسی بنیادوں پر زیر غور لایا جا سکتا ہے یہ ہو سکتا ہے کہ مریم کے غیر زرخیز شدہ افزائشی جرثومہ یا بیضہ تولید نے بچہ بننے والے لوتھڑے یا بالفاظ دیگر جنین کی تیاری میں ماں کے حصہ کے طور پر ۲۳ کروموسومز مہیا کر دئے ہونگے۔ اگر یہ فرض کر لیا جائے کہ ایسا ہوا ہو گا تو سوال یہ پیدا ہو گا کہ بیضہ مادر میں زرخیزی کیسے پیدا ہوئی اور اس زرخیزی کو ممکن بنانے کے لئے لازمی اور اہم بقیہ ۲۳ کروموسومز کہاں سے آئے۔ یہ کہنا یا فرض کرنا ناممکنات میں سے ہے کہ مسیح کے جسمانی خلیوں میں صرف ۲۳ ہی کروموسومز تھے۔ ۲۳ کا عدد تو کروموسومز کی اصل تعداد کا ہے ہی نصف اس کا تو ذکر ہی کیا کوئی انسانی بچہ ۴۵ کروموسومز کے ساتھ بھی زندہ پیدا نہیں ہو سکتا۔ اگر کسی انسان کو ۴۶ کروموسومز میں سے (جن کا انسانی جسم کی ساخت اور بناوٹ کے لئے موجود ہونا لازمی اور ضروری ہے) صرف ایک کروموسوم سے محروم کر دیا جائے تو اس کے جسم میں ٹوٹ پھوٹ کا عمل ظاہر ہونے سے اس کا جو حشر ہو گا اس کا تصور بھی ممکن نہیں ہے۔ یہ ظاہر ہے کہ مریم اکیلی ۴۶ کے ۴۶ کروموسومز مہیا نہیں کر سکتی تھی۔ ضروری تھا کہ ۲۳ کروموسومز کہیں اور سے آتے۔ اگر یہ مان لیا جائے کہ خدا خود مسیح کا باپ تھا تو کئی امکان ابھر کر سامنے آتے ہیں۔

ایک امکان یہ ہو سکتا ہے کہ خدا بھی انسانوں جیسے کروموسومز اپنے وجود میں رکھتا ہے اور اس کے یہ کروموسومز کسی نہ کسی طور مریم کے رحم میں منتقل کئے گئے ہونگے۔ ایسا ہونا اس درجہ ناقابل یقین ہے کہ اسے کسی صورت بھی تسلیم نہیں کیا جا سکتا۔ اگر یہ مان لیا جائے کہ خدا انسانوں والے کروموسومز رکھتا ہے اور وہ اس کے وجود کا حصہ ہیں تو ایسا وجود خدا نہیں کہلا سکتا۔ کیونکہ جسے انسانی مجبوری لاحق ہو وہ خدا ہو ہی نہیں سکتا۔ بناء بریں اس بات پر ایمان لانے یا یہ اعتقاد رکھنے سے کہ مسیح خدا کا حقیقی بیٹا ہے خود باپ کی الوہیت معرض خطر میں پڑے بغیر نہیں رہتی۔

دوسرا امکان یہ ہو سکتا ہے کہ خدا نے مطلوبہ تعداد کو پورا کرنے کی غرض سے زائد یا بقیہ کروموسومز اپنی صفت خلق کے ایک غیر معمولی مظہر کے طور پر پیدا کر دکھائے تھے۔ دوسرے لفظوں میں اس کا مطلب یہ ہو گا کہ وہ کروموسومز خدا کی اپنی ذات یا وجود کا حصہ نہ تھے بلکہ اس نے انہیں معجزانہ طور پر پیدا کیا تھا۔ یہ امکان از خود ہمیں اس امر کا مستلزم ٹھہراتا ہے کہ ہم خدا اور مسیح کے درمیان حقیقی معنوں میں باپ بیٹے کے رشتہ کو یکسر مسترد کر دیں اور نتیجہ یہ اخذ کریں کہ پوری کائنات کا جو ہمہ گیر رشتہ اپنے پیدا کرنے والے خدا کے ساتھ ہے وہی رشتہ مسیح کا بھی خدا کے ساتھ تھا اور یہ ایسا عمومی رشتہ ہے جو جملہ مخلوقات کا اپنے خالق کے ساتھ پہلے ہی ابتداء سے چلا آ رہا ہے۔

(باقی آئندہ انشاء اللہ)

بقیہ :- جلسہ سالانہ قادیان

بھوٹان، انگلینڈ، جرمنی، کینیڈا، امریکہ، انڈونیشیا، ماریشس، آسٹریلیا، سکم، سویڈن، سنگاپور، ڈنمارک، برما، جاپان، ساؤتھ افریقہ، ملائشیا، یو۔اے۔ای، ہالینڈ، دبئی۔

دہلی سے خارجہ امور کے سٹیٹ منسٹر جناب آر۔ ایل۔ بھاٹیہ ۲۶ دسمبر کو دوپہر کے وقت تشریف لائے۔ علاوہ ازیں اور بہت سے حکومتی عہدیداران بھی جلسہ سالانہ میں شرکت کے لئے تشریف لائے جن میں چیف انجینئر پنجاب الیکٹریسٹی بورڈ جناب وی۔ کے۔ گپتا قابل ذکر ہیں۔

الحمدللہ کے امسال سیدنا حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے افتتاحی و اختتامی خطابات اور دیگر تقاریر کا رواں ترجمہ انگریزی، جرمن، انڈونیشین، ملیالم، تامل اور بنگلہ زبانوں میں شعبہ ترجمانی کے زیر انتظام پیش کیا گیا۔

اس جلسہ سالانہ کی ایک خاص بات یہ رہی کہ امسال روٹی پکانے کی آٹو میٹک مشین کا اجراء ہوا اور تجربہ کے طور پر اس میں بھی روٹیاں پکائی گئیں۔

جماعتہائے احمدیہ بھارت کی ۷ویں مجلس مشاورت مؤرخہ ۲۹ دسمبر ۱۹۹۵ء کو زیر صدارت محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ناظر اعلیٰ قادیان منعقد ہو کر کامیابی کے ساتھ اختتام کو پہنچی۔ اسی روز رات ۷ تا ۸ بجے مہمانان جلسہ نے سیدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا خطبہ جمعہ ایم۔ٹی۔اے پر سنا اور دیکھا۔ الحمدللہ علیٰ ذلک۔

الفضل انٹرنیشنل کی زیادہ سے زیادہ خریداری کے ذریعہ اس روحانی چشمہ کے فیض کو عام کریں۔ نہ صرف خود خریدار بنیں بلکہ دوسروں کو بھی خریداری کی طرف توجہ دلائیں۔
(مینیجر)

رمضان کی برکات

(رقم فرمودہ حضرت مرزا بشیر احمد صاحب رضی اللہ عنہ)

(ذیل میں حضرت مرزا بشیر احمد صاحب رضی اللہ عنہ کے اس مضمون کا ایک حصہ شائع کیا جارہا ہے ، جو آپ نے مارچ ۱۹۶۰ء میں تحریر فرمایا تھا۔ ادارہ)

(۱) یاد رکھنا چاہیئے کہ رمضان ایک بڑا ہی مبارک مہینہ ہے جو انسان کے دل میں ایک طرف محبت الٰہی کی تپش اور دوسری طرف مخلوق خدا کی ہمدردی اور شفقت پیدا کرنے کی خاص الخاص صلاحیت رکھتا ہے۔

(۲) اس مبارک مہینہ میں تمام وہ صفات اور تاثیرات بصورت اتم ہیں جو ہمارے دین اور مذہب میں عبادت کی جان ہیں یعنی نماز اور روزہ اور دعا اور ذکر الٰہی اور تلاوت کلام پاک اور صدقہ و خیرات۔ اور اس مہینہ کے آخر میں ایک مخصوص عشرہ انقطاع من الدنیا اور انقطاع الی اللہ کا مقرر کرکے اور پھر اس عشرہ میں ایک مخصوص رات کو دعاؤں اور ذکر الٰہی کے لئے کلیۃً وقف کرکے رمضان کی عبادتوں میں گویا ایک گونہ معراج کی سی کیفیت پیدا کی گئی ہے۔

(۳) پس دوستوں کو چاہیئے کہ رمضان کی ان ساری برکات سے پورا پورا فائدہ اٹھانے کی کوشش کریں اور حتی الوسع شرعی عذر (یعنی بیماری اور سفر) کے بغیر روزہ ہرگز ترک نہ کریں اور شرعی عذر کی صورت میں اپنی حیثیت کے مطابق مسنون طریق پر فدیہ دیں۔

(۴) اس مہینہ میں مقررہ پنج وقتہ نمازوں کے علاوہ نماز تہجد کا بھی خاص التزام کیا جائے اور جن دوستوں کو توفیق ملے وہ نماز ضحیٰ بھی پڑھنے کی کوشش کریں جو دن کے لمبے ناغہ میں ذکر الٰہی کا موقعہ پانے اور خوابیدہ روح کو بیدار کرنے کے لئے مقرر کی گئی ہے اور جس کا وقت نو ساڑھے نو بجے صبح کے قریب سمجھنا چاہیئے۔ تراویح کی نماز جو عشاء کے بعد پڑھی جاتی ہے وہ تہجد کی نماز کا ہی ایک ادنیٰ قسم کا بدل ہے مگر کمزور اور بیمار لوگوں کے لئے بھی غنیمت ہے اور جن دوستوں کو دونوں کی توفیق مل سکے وہ دونوں سے فائدہ اٹھائیں۔

(۵) اس مہینہ میں قرآن مجید کی تلاوت کی طرف خاص توجہ دینی چاہیئے اور بہتر یہ ہے کہ قرآن مجید کے دو دور مکمل کئے جائیں ورنہ کم از کم ایک تو ضرور ہو اور ہر رحمت کی آیت پر خدائی رحمت طلب کی جائے اور ہر عذاب کی آیت پر استغفار کیا جائے۔

(۶) اس مہینہ میں دعاؤں اور ذکر الٰہی پر بھی بہت زور ہونا چاہیئے اور دعا کے وقت دل میں یہ کیفیت پیدا کرنے کی کوشش کی جائے کہ ہم گویا خدا کے سامنے بیٹھے ہیں یعنی خدا ہمیں دیکھ رہا ہے اور ہم خدا کو دیکھ رہے ہیں۔ دعاؤں میں اسلام اور احمدیت کی ترقی اور حضرت خلیفۃ المسیح ..... ایدہ اللہ تعالیٰ کی صحت اور درازیٔ عمر اور سلسلہ کے مبلغوں اور کارکنوں اور قادیان کے درویشوں اور ان کے مقاصد کی کامیابی کو مقدم کیا جائے۔ عمومی دعاؤں میں "ربنا اتنا فی الدنیا حسنۃ و فی الآخرۃ حسنۃ وقنا عذاب النار" بڑی عجیب و غریب دعا ہے اور نفس کی تطہیر کے لئے "لا الہ الا انت سبحانک انی کنت من الظالمین" غیر معمولی تاثیر رکھتی ہے اور استعانت باللہ کے لئے "یا حی یا قیوم برحمتک استغیث" کامیاب دعاؤں میں سے ہے اور سورہ فاتحہ تو دعاؤں کی سرتاج ہے۔

(۷) برکات کے حصول کے لئے کثرت کے ساتھ درود پڑھنا اول درجہ کی تاثیر رکھتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام لکھتے ہیں کہ ایک رات میں نے اس کثرت سے درود پڑھا کہ میرا دل و سینہ معطر ہوگیا۔ اس رات میں نے خواب میں دیکھا کہ فرشتے نور کی مشکیں بھر بھر کر میرے مکان کے اندر لئے آرہے ہیں۔ ان میں سے ایک نے کہا کہ یہ نور اس درود کا ثمرہ ہے جو تو نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر بھیجا ہے۔

(۸) روزہ کے دوران خصوصیت سے ہر قسم کی لغو حرکت اور بےہودہ کلام اور جھوٹ اور دھوکا اور بددیانتی اور ظلم و ستم اور ایذا رسانی اور استہزاء اور گالی گلوچ سے اس طرح اجتناب کیا جائے کہ گویا انسان ان باتوں کو جانتا ہی نہیں تاکہ رمضان کا یہ روحانی سبق دوسرے ایام کے لئے بھی ایک شمع ہدایت بن جائے۔

(۹) رمضان کی ایک خاص عبادت جو حقوق العباد سے تعلق رکھتی ہے صدقہ و خیرات ہے، حدیث میں آتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم رمضان میں اس طرح صدقہ و خیرات کرتے تھے گویا کہ آپ کا ہاتھ ایک تیز آندھی ہے جو کسی روک کو خیال میں نہیں لاتی اور رمضان کے آخر میں صدقۃ الفطر تو بہرحال ہر غریب و امیر خورد و کلاں اور مرد و زن پر فرض ہے۔

(۱۰) رمضان کا آخری عشرہ اپنی برکات اور قبولیت دعا کے لئے خصوصی تاثیر رکھتا ہے اس لئے اس عشرہ میں نوافل اور ذکر الٰہی اور دعا اور تلاوت قرآن مجید اور درود پر بہت زور دینا چاہیئے اور جن دوستوں کو توفیق ملے اور ان کے ضروری فرائض منصبی میں حرج نہ لازم آتا ہو وہ آخری عشرہ میں اعتکاف بیٹھ کر بھی اس کی مخصوص روحانی برکات سے فائدہ اٹھائیں۔ ورنہ کم از کم اس عشرہ کی راتوں اور خصوصاً طاق راتوں میں خصوصیت کے ساتھ نوافل اور ذکر الٰہی اور دعاؤں پر زور دیں تاکہ اگر خدا چاہے تو وہ مبارک رات میسر آجائے جو عمر بھر کی راتوں سے زیادہ بابرکت شمار کی گئی ہے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس رمضان کی برکات سے پورا پورا فائدہ اٹھانے کی توفیق دے تاکہ جب رمضان گذر جائے تو خدا کے فرشتے ہمیں ایک بدلی ہوئی مخلوق پائیں اور ہمارے لئے دین و دنیا میں غیر معمولی ترقی کے راستے کھل جائیں۔

آمین یا ارحم الراحمین

(روزنامہ الفضل ربوہ ۹ مارچ ۱۹۶۰ء)

دھرم مہوتسو ۱۸۹۶ء

(جلسہ اعظم مذاہب)

(پروفیسر محمد ارشد چوہدری)

۱۸۹۶ء میں برٹش انڈیا کے شہر لاہور میں مذاہب عالم کا ایک دنگل منعقد ہوا۔ جو بین الاقوامی سطح پر ایک بے مثال اجتماع تھا۔ شاید اس سے قبل اس قدر پرامن ماحول میں، اس قدر تہذیب اور شائستگی سے، اس قدر اخلاقی پابندیوں کے ساتھ اور اس قدر ذوق و شوق سے اتنے سارے مذاہب کے نامور نمائندگان کرہ ارض پر کبھی جمع نہ ہوئے تھے۔ جلسہ کے منتظمین نے جو شرائط وقیود مقرر فرمائی تھیں وہ بھی اپنی دانشمندی کے لحاظ سے بے مثال تھیں۔

دھرم مہوتسو کے بانی جناب سوامی شگن چندر صاحب، جن کا تعلق بقول ان کے سادھارن مذہب سے تھا یعنی ورزش جسمانی، اخلاقی صحت، روحانی زندگی اور فکر معاش وغیرہ کے اصولوں سے۔ دھرم مہوتسو کا پہلا جلسہ ۱۸۹۵ء میں اجمیر میں بخیر و خوبی کروا چکے تھے ۔ ان کی خواہش تھی کہ اس سلسلہ کو جاری رکھا جائے۔ چنانچہ انہوں نے لاہور اور اس کے گردونواح کے ہم خیال علمائے مذاہب کے تعاون سے ۲۶، ۲۷، ۲۸ اور ۲۹ دسمبر ۱۸۹۶ء کے دنوں میں اس جلسہ اعظم مذاہب کے انعقاد میں بنیادی اور مرکزی کردار ادا کیا۔

انجمن حمایت اسلام لاہور نے کمال فراخدلی سے اسلامیہ کالج لاہور کو اس نیک مقصد کے لئے وقف کر کے کمیٹی منتظمہ کی مدد فرمائی اور بین المذاہب تعاون اور رواداری کی ایک روشن مثال قائم کی۔ اور جب سامعین اور نمائندگان مذاہب کے ذوق و شوق کو ملحوظ رکھتے ہوئے جلسے کو تین دن کی بجائے چار روز تک جاری رکھنے کی ضرورت پیش آئی تو انجمن نے منتظمہ کمیٹی سے پورا پورا تعاون فرمایا۔

نمائندگی

اس جلسہ میں اسلام، عیسائیت، ہندومت، آریہ سماج، برہمو سماج، سناتن دھرم، جین مت، سکھ دھرم اور دیگر فرقہ ہائے مذاہب عالم کے علاوہ تھیوسوفیکل سوسائٹی، ہارمونیکل سوسائٹی، فری تھنکرز اور دہریت وغیرہ کے نمائندگان ہزاروں کی تعداد میں شامل ہوئے۔ جن میں تعلیم یافتہ افراد بھاری اکثریت میں تھے۔

نمائندگان خصوصی

نمائندگان مذاہب میں مندرجہ ذیل احباب نے بطور مقررین و واعظین حصہ لیا:

☆ حضرت مرزا غلام احمد صاحب رئیس قادیان علیہ السلام
☆ حضرت مولوی نورالدین صاحب بھیروی رضی اللہ عنہ
☆ حضرت میر ناصر نواب صاحب دہلوی رضی اللہ عنہ (نظم) نبیرہ حضرت خواجہ میر درد
☆ خان بہادر شیخ خدا بخش صاحب جج سمال کاز کورٹ لاہور
☆ مولوی ابو سعید محمد حسین صاحب بٹالوی
☆ مولوی ثناء اللہ صاحب مدرس مدرسہ تائید الاسلام، امرتسر
☆ جناب ماسٹر درگا پرشاد صاحب پریذیڈنٹ آریہ سماج لاہور
☆ جناب پنڈت ایشری پرشاد صاحب سناتن دھرم
☆ جناب بابو بیچا رام صاحب چٹرجی سابق پریذیڈنٹ آریہ سماج
☆ جناب لالہ کانشی رام صاحب سیکرٹری برہمو سماج لاہور
☆ جناب پنڈت گوپی ناتھ صاحب، سیکرٹری (سناتن دھرم) سبھا لاہور
☆ جناب رائے برودہ کنٹہ صاحب پلیڈر، سیکرٹری تھیوسوفیکل سوسائٹی منٹر فرید کوٹ
☆ جناب پنڈت گوردھن داس صاحب فری تھنکر
☆ جناب ماسٹر راجیداس صاحب ایڈووکیٹ ہارمونیکل سوسائٹی
☆ جناب پنڈت بھانودت صاحب، ماہر سنسکرت
☆ جناب منشی امام الدین صاحب پنشنر منصف
☆ مسٹر بیجی صاحب ڈیلیگیٹ
☆ جناب سوامی شگن چندر صاحب بانی دھرم مہوتسو
☆ جناب لالہ دھنپت رائے صاحب سیکرٹری جلسہ
☆ جناب رائے بھوانی داس صاحب ایم اے
☆ جناب سردار جواہر سنگھ صاحب سیکرٹری خالصہ کالج کمیٹی لاہور
☆ جناب جے مارلیس صاحب بہادر جرنلسٹ لاہور
☆ جناب سردار راجندر سنگھ صاحب ایڈیٹر خالصہ بہادر، لاہور
☆ رائے بہادر بابو پرتول چندر صاحب جج چیف کورٹ

کمیٹی منتظمہ

پریذیڈنٹ ۔ ماسٹر درگا پرشاد صاحب

سیکرٹری ۔ جناب دھنپت رائے بی اے ایل ایل بی،

ماڈریٹرز

۱۔ رائے بہادر بابو پرتول چندر صاحب جج چیف کورٹ پنجاب
۲۔ خان بہادر شیخ خدا بخش صاحب جج سمال کاز کورٹ
۳۔ رائے بہادر رادھا کشن صاحب کول، سابق گورنر
۴۔ حضرت مولوی حکیم نورالدین صاحب طبیب شاہی
۵۔ رائے بھوانی داس صاحب ایم اے، ایکسٹرا اسسٹنٹ آفیسر جہلم
۶۔ جناب سردار جواہر سنگھ صاحب سیکرٹری خالصہ کالج کمیٹی لاہور

سوالات

مقررین کو مندرجہ ذیل پانچ سوالات کے جوابات تک اپنی تقریر کو محدود رکھنے کی درخواست کی گئی تھی۔

۱۔ انسان کی جسمانی، اخلاقی اور روحانی حالتیں
۲۔ انسان کی زندگی کے بعد کی حالت یعنی عقبیٰ
۳۔ دنیا میں انسان کی ہستی کی اصل غرض کیا ہے۔ اور وہ غرض کس طرح پوری ہو سکتی ہے۔
۴۔ کرم یعنی اعمال کا اثر دنیا اور عاقبت میں کیا ہوتا ہے۔
۵۔ علم یعنی گیان اور معرفت کے ذرائع کیا کیا ہیں۔

شرائط کی پابندی

مقررین کو مندرجہ ذیل امور کا پابند کیا گیا تھا کہ

۱۔ وہ صرف اپنے اپنے مذہب کی خوبیاں بیان کریں۔ دیگر مذاہب پر حملے نہ کریں۔
۲۔ اپنے دلائل اپنی اپنی مقدس کتاب کے حوالے سے بیان کریں۔ اور اپنے ذاتی نظریات کو اپنی مقدس کتاب کے مونہہ میں نہ ڈالیں۔
۳۔ دہریہ اور لامذہب مقررین صرف تہذیب اور شائستگی کا خیال رکھیں۔

یہ دھرم مہوتسو کا مختصر انتظامی تعارف ہے۔

خطبہ جمعہ

صفات باری تعالیٰ ہی کے ایک حسین اجتماع کا نام نور ہے

خطبہ جمعہ ارشاد فرمودہ سیدنا امیرالمومنین حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز
فرمودہ ۲۴ نومبر ۱۹۹۵ء مطابق ۲۴ نبوت ۱۳۷۴ ہجری شمسی بمقام مسجد فضل لندن (برطانیہ)

[خطبہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے]

أشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له، وأشهد أن محمدًا عبده ورسوله. أما بعد فأعوذ بالله من الشيطان الرجيم. ﴿بسم الله الرحمٰن الرحيم. الحمد لله رب العٰلمين. الرحمٰن الرحيم. مٰلك يوم الدين. إياك نعبد وإياك نستعين. اهدنا الصراط المستقيم. صراط الذين أنعمت عليهم غير المغضوب عليهم ولا الضالين.﴾

فِیْ بُیُوْتٍ اَذِنَ اللّٰهُ اَنْ تُرْفَعَ وَ یُذْكَرَ فِیْهَا اسْمُهٗ ۙ یُسَبِّحُ لَهٗ فِیْهَا بِالْغُدُوِّ وَ الْاٰصَالِ ﴿۳۷﴾

(سورہ النور . ۳۷)

نور کے تعلق میں جو خطبات کا سلسلہ شروع ہے یہ بھی اسی کی ایک کڑی ہے۔ میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تحریرات کے حوالے سے بعض تشریحات آپ کے سامنے رکھ رہا تھا لیکن اس مضمون کو شروع کرنے سے پہلے جماعت احمدیہ سنگاپور کی درخواست کے پیش نظر یہ اعلان کر رہا ہوں کہ ان کا آٹھواں سالانہ جلسہ آج شروع ہو رہا ہے اور تین دن رہ کر ۲۶ نومبر کو اختتام پذیر ہو گا۔ صدر صاحب جماعت سنگاپور عبدالعظیم صاحب بولیا نے سب کو السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ کے تحفے کے بعد یہ درخواست کی ہے کہ ان کو اس جلسے کی کامیابی کے لحاظ سے بھی اور ویسے بھی جماعت سنگاپور کو اپنی دعاؤں میں یاد رکھیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اسی آیت کریمہ کی تشریح کرتے ہوئے جو میں نے پہلے پڑھی تھی اور اس کے بعد یہ دوسری آیت اسی کے معاً بعد ہے جو میں نے آج پڑھی ہے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

"عظیم محاورہ عرب میں اس چیز کی صفت میں بولا جاتا ہے جس کو اپنا نوعی کمال پورا پورا حاصل ہو۔ مثلاً جب کہیں کہ یہ درخت عظیم ہے تو اس کے یہ معنے ہونگے کہ جس قدر طول و عرض درخت میں ہو سکتا ہے وہ سب اس میں موجود ہے۔ اور بعضوں نے کہا ہے کہ عظیم وہ چیز ہے جس کی عظمت اس حد تک پہنچ جائے کہ حیطہ ادراک سے باہر ہو اور خلق کے لفظ سے قرآن شریف اور ایسا ہی دوسری کتب حکمیہ میں صرف تازہ روی اور حسن اختلاط یا نرمی و تلطف، ملائمت (جیسا کہ عوام الناس خیال کرتے ہیں) مراد نہیں ہے"۔

یہ عبارت ایک مضمون سے دوسرے مضمون میں داخل ہوتی ہوئی دکھائی دے رہی ہے۔ اس لئے میں اس کو کھول دوں کہ کیا بحث ہو رہی ہے۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کس پہلو پر روشنی ڈال رہے ہیں۔ آپ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے نور ہونے کی تشریح فرماتے ہوئے یہ بتایا کہ آپ کے اخلاق حسنہ بھی نور تھے اور ایسا کامل نور تھے کہ وحی الٰہی کے شعلے کے نزول سے پہلے بھی وہ اخلاق حسنہ فی ذاتہ بھڑک اٹھنے اور روشن ہونے پر تیار بیٹھے تھے اور اخلاق کو نور کہنا کن معنوں میں ہے؟ اس کی تشریح حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام دوسری جگہ خدا تعالیٰ کی صفات کے حوالے سے یوں بیان کرتے ہیں کہ اللہ وہ ذات ہے جس کی طرف تمام صفات لوٹائی جاتی ہیں۔ ایک ہی یہ اسم ذاتی ہے جس کے ارد گرد تمام صفات بلا استثناء گھومتی ہیں اور اسی سے حوالہ پاتی ہیں۔

پس وہ تمام روشنی کی قسمیں جو مختلف نوع ہیں جب اکٹھی ہو جائیں تو وہ جو روشنی کی ایک اجتماعی شکل ظاہر ہوتی ہے اس کو نور کہا جاتا ہے۔ پس صفات باری تعالیٰ ہی کے ایک حسین اجتماع کا نام نور ہے۔ وہی صفات ایسی ہیں جنہوں نے بندوں پر بھی پرتو فرمایا اور انسانوں کو بھی کچھ ایسی صفات عطا ہوئیں جو ذات باری تعالیٰ میں موجود تھیں ورنہ از خود انسان میں کچھ بھی نہیں تھا۔ وہ صفات جب اپنی پوری شان سے جلوہ گر ہوئی ہیں اور ایک ذات میں سب نے اجتماع کر لیا ہے تو وہ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کا وجود ہے جس میں یہ تمام صفات اکٹھی ہوئیں اور پھر اپنے درجہ کمال کو پہنچ گئیں، یہ نور ہے۔ پس یہ نہ سمجھیں کہ خلط مبحث ہو گیا ہے بات کچھ شروع ہوئی تھی اب کہیں اور جا پہنچی ہے۔ نور ہی کو سمجھانے کے لئے یہ باتیں بتائی جا رہی ہیں۔ نور کا اس ظاہری آنکھ سے بھی ایک تعلق ہے اس لئے ہم سمجھتے ہیں کہ جو چیز چمکتی ہوئی دکھائی دے وہی نور ہے۔ حالانکہ جو چمکنے والی لہریں ہیں، جو نور کہلاتی ہیں ان کی نوعیت بھی ایسی ہے کہ ان کا اکثر حصہ آنکھ سے دکھائی دے ہی نہیں سکتا۔ وہ بہت زیادہ ہے جو دکھائی نہیں دیتا۔ جو دکھائی دیتا ہے وہ اس نوع میں سے بھی بہت کم ہے۔

پس آنکھ سے نور کا تعلق ایک سرسری تعلق ہے یا یوں کہنا چاہئے سرسری نہیں تو محدود ہے اور نور اس کے علاوہ ایسا بھی ہے جو چمکتا دکھائی نہیں دیتا۔ پس نور نظر جس سے باہر کا نور دکھائی دیتا ہے وہ بھی کسی کو چمکتا دکھائی نہیں دیتا۔ بعض دفعہ زندہ انسانوں کی کھوپریاں بھی اتار دی جاتی ہیں اور دماغ اسی طرح کام کرتا ہوا نظر آتا ہے اور کہیں کوئی چمک دکھائی نہیں دیتی۔ تو نور کا جو چمک کے ساتھ تعلق ہم نے باندھ رکھا ہے یہ اپنے محدود تجربے کی وجہ سے ہے ورنہ نور کا چمک سے براہ راست کوئی لازمی تعلق نہیں ہے۔ اگر ہے تو ہم اسے نہیں سمجھ سکتے۔ ہماری آنکھوں کو وہ صلاحیت عطا نہیں ہوئی کہ نور کی ہر قسم کو چمکتا ہوا دیکھ لیں۔ پس اکثر نور ہماری نظر سے اوجھل رہنے والے نور ہیں۔ لیکن جب ان کو دوسرے مضامین میں ڈھال کر دیکھیں تو عقل کا نور ان کو دیکھنے لگ جاتا ہے۔ یہی ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہمارے لئے آسان کر کے بیان فرما دیا۔ یعنی نور کی وہ تشریحات بیان فرمائیں جن کو عقل کا اجتماعی نور دیکھتا اور پہچانتا ہے اور اس کی چمک دمک کو محسوس کرتا ہے۔ اگرچہ ظاہری آنکھ کا وسیلہ بیچ میں کوئی نہیں ہے۔ ظاہری آنکھ سے نہیں دیکھا جا رہا اور وہ صفات کا نور ہے۔

پس صفات کے نور کو نور کہنے کے لئے بنیادی دلیل کیا ہے؟ وہ یہ قائم فرمائی ہے کہ "اللہ نور السماوات والارض" اللہ زمین و آسمان کا نور ہے۔ اور اللہ کیا ہے؟ اللہ صفات حسنہ کے مجموعے کا نام ہے۔ وہ صفات حسنہ باری تعالیٰ جو دائمی ہیں اور جن کے اجتماع سے خدا بنتا ہے، ان میں سے ایک بھی نہ زائل کی جا سکتی ہے، نہ باطل کی جا سکتی ہے، نہ وقتی طور پر ہٹائی جا سکتی ہے، نہ اس میں کوئی کمی کی جا سکتی ہے اور زیادتی کی گنجائش ہی کوئی نہیں کہ وہ پہلے ہی درجہ کمال کو پہنچی ہوئی ہے۔ تو یہ اگر نور ہے تو انسانوں نے نور بننا ہو تو کیسے بنیں۔ اگر یہ نور ہے تو پھر اس نور کو اپنانے کے لئے انسانوں کو بھی تو کوئی راہ دکھائی گئی ہوگی۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ وہ محمدؐ رسول اللہ کی راہ ہے جو دکھائی گئی ہے۔ آپؐ کو وسیلہ بنایا گیا ہے۔ پس محض نور نور کہہ کر یہ نہ سمجھو کہ تمہارے دل یہ بار بار کہنے سے ہی روشن ہو جائیں گے۔ سمجھو تو سہی کہ کیا کہہ رہے ہو اور دیکھو کہ یہ نور تمہارے اندر آ بھی سکتا ہے کہ نہیں۔ آ سکتا ہے تو کیسے؟ اگر تمہاری استطاعت میں نہیں تھا تو خدا یہ کیوں کہتا کہ یہ وسیلہ بنا دیا گیا ہے۔ تم میں سے ہر ایک کی استطاعت میں ہے کہ وہ حضرت اقدس محمدؐ رسول اللہ کے نور سے روشن ہو جو اول طور پر اللہ کا نور ہے اور آپؐ کی ذات میں اس حد تک جلوہ گر ہوا ہے جس حد تک انسان میں یہ صلاحیت ہے کہ خدا کے نور کو اپنی ذات میں سمو سکے اور اس کا جلوہ انسان کی صفات میں ظاہر ہو۔ پس اس مضمون کو بیان کرتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ لکھا جو میں نے آپ کے سامنے پڑھ کر سنایا۔

اور یہ عظیم کی بحث یوں چلی ہے کہ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "انک لعلیٰ خلق عظیم" (القلم: ۵) کہ اے محمدؐ تو خلق عظیم پر واقع ہے، صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ عظیم لفظ کیا ہے پہلے اس کو تو سمجھو۔ عظیم خدا تعالیٰ کی ذات کے لئے استعمال ہوا ہے۔ درختوں کو بھی عظیم کہہ دیا جاتا ہے، دریاؤں کو بھی عظیم کہہ دیا جاتا ہے۔ پس عظیم، پہلی بات تو یہ ہے کہ وہ تقابلی لفظ نہیں ہے جیسے ہم اکبر کہہ دیتے ہیں۔ اکبر کا مطلب ہے سب سے بڑا۔ عظیم میں کوئی مقابلہ ذہن میں نہیں آتا مگر اس کی ذات میں بے حد بڑا ہونا شامل ہے۔ اس تعریف کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کھول رہے ہیں کہ جب کہا گیا کہ "انک لعلیٰ خلق عظیم" تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے اخلاق سے متعلق ہم کیا تصور باندھیں، کیا تھے؟ فرماتے ہیں کہ "عظیم محاورہ عرب میں اس چیز کی صفت میں بولا جاتا ہے جس کو اپنا نوعی کمال پورا پورا حاصل ہو"۔ اب دیکھ لیں اپنا نوعی کمال کہہ کے کئی جھگڑے نپٹا دئے۔ خدا بھی عظیم، درخت بھی عظیم، بندہ بھی عظیم، پہاڑ بھی عظیم۔ فرمایا لفظ عظیم میں تو تقابل ہے ہی نہیں۔ اپنا ذاتی کمال اس حد تک پہنچ جائے کہ اس سے آگے بڑھ ہی نہیں سکتا۔ تو ہر چیز جو

ایک خاص حالت پر تخلیق ہے اس کے اندر اس کی صلاحیتیں اس طرح تخلیق کی گئی ہیں کہ ان کی حدیں بھی معین کر دی گئی ہیں۔ وہ "کل یعمل علیٰ شاکلتہ" کے لفظ میں شاکلہ کے تابع بیان فرمایا گیا ہے کہ ہر چیز کی ایک شاکلہ بنا دی گئی ہے۔ اس شاکلہ کے اندر رہتے ہوئے وہ عمل کر سکتا ہے اس سے باہر قدم نہیں رکھ سکتا۔ پس ہر چیز کو جب ہم عظیم کہتے ہیں تو اس کی شاکلہ کے تعلق میں کہتے ہیں، اس کے اس حدود اربعہ کے تعلق میں کہتے ہیں جو حدود اربعہ خدا تعالیٰ نے اس کے لئے مقرر فرما دیا ہے۔ اور ایک ہی ذات ہے جس کا کوئی حدود اربعہ نہیں ہے۔ پس وہاں عظیم لا انتہا، غیر متناہی جس کی کوئی حد نہیں ہے، کوئی بس نہیں۔ اور انسانوں پر یا دوسری مخلوقات پر یہ لفظ جب صادق آئے گا تو ان میں جتنا بھی بڑے ہونے کی طاقت موجود ہے یا صلاحیت عطا کی گئی ہے اس حد تک کوئی پہنچ جائے تو اسے کہتے ہیں عظیم ہے۔ اور وہ حد بسا اوقات ایسی ہوتی ہے کہ عام آدمی اپنے نظر سے اس کا احاطہ نہیں کر سکتا۔ پہاڑ بھی عظیم کہلاتے ہیں مگر ایک ملک کا پہاڑ بھی عظیم کہلاتا ہے۔ ایک دوسرے ملک کا بھی پہاڑ عظیم کہلاتا ہے۔ اور ہم جب پہاڑ کے دامن میں جاکر اس کی عظمت کا نظارہ کرتے ہیں تو بیک وقت اس سارے پہاڑ کی عظمت کا احاطہ نہیں کر سکتے۔ پس عظمت میں جو نسبتاً ادنیٰ درجہ کے دیکھنے والے ہیں احاطے کا امکان نہیں ہوتا، ممکن ہی نہیں ہوتا ادنیٰ درجے سے دیکھنے والوں کے لئے کہ وہ اس کا احاطہ کر سکیں۔

> **محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو سورج کہنا ان معنوں میں ہے کہ ایسے کمال کے اخلاق ہیں، ایسے آخری مقام تک پہنچے ہوئے ہیں، درجہ منتہیٰ تک کہ جب آپؐ کا سورج طلوع ہو تو ہر نور والے کا چہرہ اس کے مقابل پر پھیکا پڑ جاتا ہے**

پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم چونکہ نوع انسانی میں اس درجہ کمال پر واقع ہوئے ہیں جہاں نوع انسانی کی آخری حد تھی اس لئے آپ کے حوالے سے عظیم کا مطلب حضرت مسیح موعود علیہ السلام یہ ثابت فرما رہے ہیں کہ اخلاق جس حد تک بھی انسان کی شاکلہ میں ڈھل کر وسیع ہو سکتے تھے اور روشن ہو سکتے تھے۔ وہ سارے آپ کی ذات میں روشن ہو گئے اور اس کا احاطہ بندہ کر نہیں سکتا۔ کیونکہ وہ جو ادنیٰ حالت پر واقع ہے وہ اس عظمت کو اپنے ادراک کے دائرے میں لا نہیں سکتا۔ اس لئے اللہ ہی تھا جو گواہی دے سکتا تھا اور اللہ ہی ہے جس نے گواہی دی ہے اور یہ گواہی کسی اور کے لئے نہیں دی گئی۔

پس یہ وہ نور ہے جس کو سمجھنا ہے اور پھر نور کی تعریف کرنی ہے تو نور مانگنا بھی تو ہے، نور اپنانا بھی تو ہو گا۔ اور ہر نور کے اپنانے کے لئے کتنے لمبے فاصلے طے کرنے ہیں، کتنی محنتیں اور مشقتیں کرنی ہیں، پھر نور کمایا جائے گا۔ ورنہ فطرت میں موجود رہنے کے باوجود جب تک دوسرے نور سے جو باہر سے آکر فطری نور پر پڑتا ہے تعلق قائم نہ ہو جائے اس وقت تک اندر کا نور بھی اندھا ہی رہتا ہے۔ چنانچہ آنکھ کے اندھے نہ بھی ہوں اگر روشنی سے محروم ہوں تو آنکھ کے اندھوں کی طرح ہی ہوتے ہیں روشنی کے بغیر ان کو کچھ دکھائی نہیں دیتا۔ پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی عظمت کو سمجھنے کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی آنکھ سے دیکھنا ضروری ہے کیونکہ اللہ نے آپ کو حضرت اقدس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے تمام تر جلوے سے اس طرح فیض یاب ہونے کی توفیق بخشی جیسا کہ چاند کو توفیق ہوتی ہے کہ سورج کی روشنی کو اپنے اندر لے اور آگے منعکس کرے۔ پس حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی آنکھ سے جب دیکھا جائے تو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کیا دکھائی دیتے ہیں، یہ مضمون ہے جو میں آپ کو سمجھا رہا ہوں۔ نور ہی نور ہیں مگر کن معنوں میں نور ہیں۔ فرماتے ہیں:۔

> "بعضوں نے کہا ہے کہ عظیم وہ چیز ہے جس کی عظمت اس حد تک پہنچ جائے کہ حیطہ ادراک سے باہر ہو اور خلق کے لفظ سے قرآن شریف اور ایسا ہی دوسری کتب حکمیہ میں صرف تازہ روی اور حسن اختلاط یا نرمی و تلطف، ملائمت (جیسا عوام الناس خیال کرتے ہیں) مراد نہیں ہے"۔

اب ایک ایک فقرہ بھی سمجھانے کے بغیر عام قاری کو، سننے والے کو سمجھ نہیں آسکے گا اس لئے کہ ایک تو جتنا مضمون مشکل ہو اتنی زبان بھی ساتھ مشکل ہوتی چلی جاتی ہے اس کے مناسب حال زبان استعمال کرنی پڑتی ہے۔ اور اردو کا عام معیار ایسا نہیں ہے کہ علمی اصطلاحوں کو یا گہرے مشکل الفاظ کو جو زیادہ علم سمیٹے ہوئے ہوتے ہیں ان کو آسانی سے سمجھ سکے۔ پس اس لئے آہستہ روی بھی ضروری ہے صرف تازہ روی نہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں "دوسری کتب حکمیہ میں صرف تازہ روی"

Earlsfield Properties

RENTING AGENTS 0181-877 0762

PROPERTIES WANTED IN ALL AREAS, FOR WAITING TENANTS

اب تازہ روی سے کیا مراد ہے۔ ایک انسان کسی انسان سے ملتا ہے تو اسے تازگی کا احساس ہوتا ہے اور ایک انسان سے ملتا ہے تو بوسیدگی کا احساس ہوتا ہے۔ اس کے چہرے پر ہی یبوست سی آئی ہوتی ہے اور اس کو مل کر طبیعت میں بشاشت نہیں پیدا ہوتی۔ پھر تازگی جیسے پھولوں کی تازگی، جیسے بہار کی تازگی ہے جو ہر نباتات پر ظاہر ہو جاتی ہے۔ اسی طرح تازگی بھی نسبتاً کم اور نسبتاً زیادہ ہوا کرتی ہے۔ موسم بہار کی تازگی ہر چیز کو سمیٹ لیتی ہے۔ پس آپ کی چال ڈھال، آپ کی ہر حرکت اور ہر سکون میں بھی لیکن لفظ روش کا استعمال ہوا ہے اس لئے یوں کہنا چاہئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے اخلاق جو آپ کے چہرے اور بشرے سے ظاہر و باہر تھے جو ہر وقت متحرک دکھائی دیتے تھے ان میں تازگی پائی جاتی تھی، کوئی تھکن نہیں تھی، کوئی بوجھ نہیں تھا۔ نہ اپنی ذات میں محسوس فرماتے تھے نہ ملنے والے کو کچھ محسوس ہوتا تھا۔ تو یہ تعریف تو عمومی فرما رہے ہیں لیکن حوالہ چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کا ہے اس لئے ظاہر ہے کہ یہ تمام صفات جن کی حضرت مسیح موعود علیہ السلام تشریح فرما رہے ہیں یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی ذات میں ثابت تھیں۔

"اور حسن اختلاط" ملنے جلنے کا بھی ایک انداز ہوا کرتا ہے۔ بھونڈا پن بھی اس میں ہوتا ہے کہیں توازن کھو دیتا ہے تو حد سے زیادہ بے تکلفی۔ کہیں توازن کھو دیتا ہے تو بہت ہی دوری اور اجنبیت۔ یہ ساری چیزیں اختلاط کے حسن کے مخالف ہیں۔ اختلاط کا حسن یہ ہے کہ ملنا، اس طرح ملنا کہ اپنی ذات کو الگ قائم رکھتے ہوئے بھی، اپنی ذات کو دوسرے کی ذات میں گھلا ملا دینا مگر اس طرح کہ وقار قائم رہے اور یہ جو ملنا جلنا ہے اس میں گھٹیا پن نہ دکھائی دے۔ اور اختلاط ایسا نہ ہو کہ جو خدا تعالیٰ کی قائم کردہ حدود سے تجاوز کر جائے۔ وہاں تک چلے جہاں تک اجازت ہے۔ وہاں ٹھہر جائے جہاں آگے بڑھنے کی اجازت نہیں ہے۔ تو اختلاط بھی ایک خلق کا نام ہے اور اس کو بھی اس میں داخل فرمایا ہے کہ کتب حکمیہ میں فرماتے ہیں، جو حکمت کی کتب ہیں ان میں لکھا ہے اخلاق یہ ہوتے ہیں۔ خلق اس کو کہتے ہیں کہ تازہ روی ہو حسن اختلاط ہو "نرمی و تلطف، ملائمت" یعنی نرمی اور لطف کا سلوک کرنا اور ملائمت کہ ذات کھردری محسوس نہ ہو۔ " (جیسا عوام الناس خیال کرتے ہیں) مراد نہیں ہے۔ بلکہ خلق بفتح خا اور خلق بضم خاء دو لفظ ہیں جو ایک دوسرے کے مقابل واقع ہیں"۔

> **تم میں سے ہر ایک کی استطاعت میں ہے کہ وہ حضرت اقدس محمدؐ رسول اللہ کے نور سے روشن ہو جو اول طور پر اللہ کا نور ہے اور آپؐ کی ذات میں اس حد تک جلوہ گر ہوا ہے جس حد تک انسان میں یہ صلاحیت ہے کہ خدا کے نور کو اپنی ذات میں سمو سکے اور اس کا جلوہ انسان کی صفات میں ظاہر ہو**

" (جیسا عوام الناس خیال کرتے ہیں) مراد نہیں ہے" یہ مطلب بنے گا کہ قرآن کریم میں جو یہ باتیں بیان ہوئی ہیں اس کا جو مفہوم عوام الناس لیتے ہیں وہ درست نہیں ہے۔ بات درست ہے قطعی طور پر، اگر قرآن نے بیان کی ہے تو اس کے غیر درست ہونے کا تصور ہی نہیں پیدا ہو سکتا۔ پھر اس بریکٹ کا یہ مطلب بنا کہ اس کا جو معنی عامۃ الناس سمجھتے ہیں وہ درست نہیں ہے۔ میں اب تفصیل سے بتاتا ہوں کہ وہ معنی کیا ہے۔ اس مضمون میں داخل ہوتے ہوئے آپ نے خلق اور خلق دو الفاظ کو الگ الگ پیش کر کے ان کے معانی کو ہمیں سمجھا دیا اور فرمایا کہ جب خلق کہا جاتا ہے تو یہ مطلب ہوتا ہے، خلق کہا جائے تو یہ مطلب ہوتا ہے۔ اور جو تعریف مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرما رہے ہیں خلق کی یہ جو پہلی تعریف تھی اس معانی کے مطابق ہو گی نہ کہ عامۃ الناس کی سوچ کے مطابق۔ اب یہ مضمون کچھ مشکل ہو جاتا ہے لیکن لازم ہے کہ اسے سمجھا جائے۔ ہر بندے کا نہ صرف یہ حق ہے بلکہ فرض ہے کہ اس مضمون کو سمجھے کیونکہ اس کا نور سے اتصال ہونا اس کے فرائض دینیہ میں داخل فرما دیا گیا ہے، اس کی پیدائش کی غرض و غایت میں داخل فرما دیا گیا ہے۔ اس لئے وقت خواہ زیادہ ہی ہو آپ کو لازماً یہ بات سمجھانی ہو گی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو وسیلہ کہہ کر، وسیلہ مان کر، وسیلہ یقین کرتے ہوئے ہم وہیں کھڑے رہ جائیں تو آپ وسیلہ نہیں بن سکتے۔ وہ وسیلہ کس صراط مستقیم کا نام ہے۔ اس میں کتنی راہیں چل رہی ہیں۔ بعض

fozman foods

BUYING GROUP FOR GROCERS
AND C.T.N. SHOPS
2 SANDY HILL ROAD, ILFORD, ESSEX

TELEPHONE
0181-478 6464 | 0181-553 3611

چھوٹی راہیں صراط ہوتی ہیں جن میں دو Lanes چلتی ہیں بعض میں تین Lanes کی سڑک بن جاتی ہے۔ بعض دو رویہ ہو جاتی ہیں۔ چھ چھ سات سات Lanes کی دو رویہ سڑکیں بھی دوڑتی ہیں۔ مگر محمد رسول اللہ کی جو صراط مستقیم ہے اس میں وہ ساری سڑکیں ہیں جن کا ذکر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام آگے چل کر خلق کی تعریف میں بیان فرمائیں گے اور ہر سڑک پر قدم رکھنے کے لئے ہر سڑک پر رسول اللہ کے قدموں کی پیروی کے لئے ایک مناسب صفت ہمیں عطا ہوئی ہے۔ اس لئے پورا قافلہ ہے جو آگے بڑھے گا۔ تمام انسانی صفات وہی ہیں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو عطا ہوئی تھیں صرف درجہ کمال کا فرق ہے۔ اور ان صفات کو جس درجے پر بھی وہ واقع ہیں روشن کرنے کے لئے بے حد گنجائش موجود ہے۔ کیونکہ بہت سی ایسی صفات ہیں جو ہمارے اندر موجود ہیں جن کی ہم نے کبھی پرورش ہی نہیں کی۔ عدم استعمال کی وجہ سے مرجاتی ہیں۔ وہ اعضاء جو حیوانوں کو ملے ان میں سے کئی اعضاء ایسے ہیں جن کا استعمال جب انسان کی سطح تک پہنچتے پہنچتے زندگی نے چھوڑ دیا تو وہ اعضاء سکڑ کر بالکل معمولی سے رہ گئے۔ ان کے نشان باقی ہیں۔ ریڑھ کی ہڈی کی جو دمچی ہے وہ وہ جگہ ہے جہاں دم لگی ہوئی تھی اور لاکھوں سال سے انسان کو دم کی ضرورت پیش نہیں آئی اس لئے رفتہ رفتہ وہ دمچی ایک چھوٹی سی ہڈی کے نشان کے طور پر، ایک یادگار کے طور پر رہ گئی۔ تو بسا اوقات انسان اپنی صلاحیتوں کو اپنی ریڑھ کی ہڈی کی دمچی بنا دیتا ہے، استعمال ہی نہیں کرتا، ان کی نشوونما ہی نہیں ہوتی وہ پڑے پڑے سوکھ جاتی ہیں۔ ٹانگیں سوکھ جاتی ہیں اگر ان کو استعمال نہ کریں۔ ایک بچے کو گود میں اٹھائے پھریں وہ لولہ لنگڑا ہو جائے گا۔ اس کی ربڑ کی سی ٹانگیں لٹکی رہیں گی۔ کبھی بھی وہ ان کو استعمال نہیں کر سکتا مگر رہتی ہیں۔ مگر جب حد سے زیادہ تغافل ہو جائے اور لمبا عرصہ ہو جائے تو گویا وہ مٹ ہی جاتی ہیں مگر ان کے نشانات باقی رہ جاتے ہیں یہ بتانے کے لئے کہ اللہ نے تمہیں کیا دیا تھا۔ پس وہ قومیں جو بدنصیبی سے ہزاروں سال تک بداخلاقی پر قائم رہتی ہیں ان کا یہی حال ہو جاتا ہے۔ پس ہم نے تو ویسا نہیں بننا۔ ہمیں تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کا نمونہ عطا کر کے ہماری ہر صلاحیت کو پیروی کی راہیں دکھا دی گئیں اور ایک عظیم صراط پر دوڑا دیا گیا ہے اور کہا ہے سب کو ساتھ لے کر چلو۔ جہاں بھی کسی صفت کو تم نے کالعدم کر دیا یا توجہ، جیسا کہ حق ہے، نہ دی اسی حد تک تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے توازن کے حسن سے محروم ہوتے چلے جاؤ گے۔ روشنی تو ہے اگر روشنی کی پیروی کی جائے مگر جہاں سب رنگوں کا امتزاج ہو جہاں تمام رنگ بیک وقت ایک تناسب سے جلوہ گری کریں وہاں اس سے جتنا بھی وہ روشنی ہٹے گی اس حد تک اس روشنی کا رنگ و روپ بدل جائے گا۔ اب سورج کی روشنی اپنی ذات میں وہ کامل توازن رکھتی ہے جو مادی روشنیوں کے لئے اللہ تعالیٰ نے مقرر فرما دیا ہے۔ جتنا اس سے آپ ہٹتے ہیں اتنا ہی روشنی کا روپ بدلتا رہتا ہے۔ اور اگر آپ موازنہ کریں تو بعض دفعہ ہمیں خیال بھی نہیں آتا کہ فرق ہے۔ رات کے وقت تیز روشنیاں جل رہی ہیں بھول جاتا ہے انسان کہ اس روشنی کا سورج کی روشنی سے کوئی مقابلہ ہی نہیں ہے۔ جب سورج چڑھے پھر ساری روشنیاں پھیکی پڑ جاتی ہیں۔ ان کے چہرے پر کوئی نور دکھائی نہیں دیتا۔

> **نور کا جو چمک سے تعلق ہم نے باندھ رکھا ہے یہ اپنے محدود تجربے کی وجہ سے ہے۔ ورنہ نور کا چمک سے براہ راست کوئی لازمی تعلق نہیں ہے۔ اگر ہے تو ہم اسے نہیں سمجھ سکتے۔ ہماری آنکھوں کو وہ صلاحیت عطا نہیں ہوئی کہ نور کی ہر قسم کو چمکتا ہوا دیکھ لیں۔ پس اکثر نور ہماری نظر سے اوجھل رہنے والے نور ہیں**

پس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو سورج کہنا ان معنوں میں ہے کہ ایسے کمال کے اخلاق ہیں، ایسے آخری مقام تک پہنچے ہوئے ہیں، درجہ منتہی تک کہ جب آپ کا سورج طلوع ہو تو ہر نور والے کا چہرہ اس کے مقابل پر پھیکا پڑ جاتا ہے۔ یا جس حد تک وہ خام ہے، جس حد تک اس نور کی بعض صفات سے عاری ہے اس حد تک اس کا رنگ بدل جاتا ہے ویسی روشنی دکھائی نہیں دیتی۔ پس اللہ تعالیٰ کا یہ امت محمدیہ پر بہت ہی بڑا احسان بھی ہے کہ ایسا کامل نور پیروی کرنے کے لئے عطا فرمایا لیکن ذمہ داریاں بھی بہت بڑھ گئیں۔ محنت بھی بہت شاقہ ہے جو کرنی پڑے گی۔ لیکن آسان بھی تبھی ہوگی اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے نور کے اس پہلے حصے پر غور کریں جسے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے صفات کے بیان کا آغاز فرمایا ہے۔ "تازہ روی"۔ تازہ روی کے بغیر اس نور کی نہ پیروی ممکن ہے، نہ ہمارے اندر طاقت ہے بلکہ برعکس صورت پیدا ہو سکتی ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا دیکھو دین کو آسان کر دیا گیا ہے اور اگر آسان ہونے کے باوجود تم کوشش کر کے دین پر غالب آنا چاہو گے تو تم ٹوٹ جاؤ گے، دین پر تم غالب نہیں آسکتے۔ اس لئے وہی لفظ جو مسیح موعود علیہ السلام نے اخلاق کی تعریف میں سب سے پہلے استعمال فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم اسی مضمون کو بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں حسب توفیق کچھ صبح چلا کرو، کچھ دوپہر کو، کچھ آرام کر لیا کرو، جیسے درخت کے سائے تلے ایک مسافر آرام کر لیتا ہے، پھر شام کو سفر طے ہوتا رہے گا۔ تم آگے ہی بڑھو گے غرضیکہ کچھ آرام اور کچھ حرکت اس کے درمیان رفتہ رفتہ تمہارے فاصلے کم ہونگے لیکن ضروری یہ ہے کہ ہر رات جو آئے تمہیں پہلی حالت پر نہ پائے بلکہ اس سے بڑھا ہوا دیکھے۔ ہر دن جو چڑھے وہ تمہیں پہلی حالت پر نہ پائے بلکہ اس سے آگے بڑھا ہوا دیکھے۔

> **اگر فطرت انسانی سے اسلام کی تعلیم کامل طور پر نہ جوڑی جاتی تو زمانے کے بدلنے سے اس تعلیم کا بدلنا لازم ہو جاتا ..... کیونکہ جب اعتدال پر چیز نہ رہے تو اسے استقامت نہیں رہتی**

آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی پیروی میں جو سفر ہم نے اختیار کیا ہے یہ نور کی پیروی کا سفر ہے۔ اور ہر روز ہماری حالت بدلنی چاہئے کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے جس نور ازل کی پیروی کا سفر اختیار فرمایا اس کے متعلق اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "وللاٰخرۃ خیر لک من الاولیٰ" یقیناً تیری آخرت تیرے اولیٰ سے بڑھ کر ہے، بہتر ہے۔ تو وہ سفر بھی دائمی ہے۔ اس کے پیچھے چلنے والوں کا سفر بھی دائمی ہے۔ مگر سفر طے ہونے کے لئے ایسے سنگ میل رستے میں ملتے ہیں جن سے پتہ چل جاتا ہے کہ کچھ آگے بڑھے بھی کہ نہیں بڑھے۔ اور وہ سنگ میل طے نہیں ہو سکتے جب تک آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے اخلاق حسنہ پر ایک تفصیلی یا عمومی نظر نہ ہو۔ تفصیلی نظر کی تو انتہاء کوئی نہیں۔ خلاصہ جو مسیح موعود علیہ السلام نے بیان فرمایا ہے وہی اتنا دقیق ہے کہ اسے بیان کرتے ہوئے بھی ایک مدت چاہئے مگر چونکہ ایک لازم کام ہے اس کو سمجھے بغیر ہمارے سفر آسان نہیں ہو سکتے، ہم اس رخ پر آگے نہیں بڑھ سکتے اس لئے یہ فرض ہے جو بہرحال ادا کرنا ہوگا۔

فرماتے ہیں خلق بفتح خاء سے مراد، فتح کہتے ہیں زبر کو تو خ کے اوپر اگر زبر ڈالی جائے تو خلق پڑھا جائے گا "خلق بفتح خاء سے مراد یہ صورت ظاہری ہے جو انسان کو حضرت واہب الصور کی طرف سے عطا ہوئی"۔ وہ ظاہری شکل ہے انسانی جسم کی ساخت جو واہب الصور اس ذات کی طرف سے عطا ہوئی ہے جو صورتیں عطا فرمانے والی ذات ہے جو صورتیں بخشنے والی ذات ہے جس کا ایک نام مصور بھی ہے۔ تو فرمایا اس نے جو ظاہری شکل عطا فرمائی ہے۔ ظاہری شکل سے یہ مراد نہیں ہے جو ہمیں دکھائی دے رہی ہے۔ مراد ہے جسمانی شکل جو اندر بھی ہے، باہر بھی ہے اور ہر جزو میں ہے اور ہر جزو کی شکل کا تعلق کل سے بھی ہے اور ہر دوسرے جزو سے بھی ہے تو یہ مضمون ہی کہ ہمیں کون سی صور عطا کی گئی ہیں یہ قرآن کریم سے پتہ چلتا ہے کہ اپنی ذات میں ایک بہت لمبا سفر ہے۔

"کیف نصور کم فی الارحام" قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے دیکھا کرو غور کرو ہم تمہیں رحموں کے اندر کیا کیا صورتیں بخشتے ہیں اور رحموں کے اندر جو صورتیں بخشتے ہیں ان کے متعلق سائنس دانوں، اور ہمیں یہ کہہ کر اس سفر کو ہی لامتناہی بنا دیا، سائنس دان کہتے ہیں کہ زندگی کا پہلا ذرہ جو پیدا ہوا ہے اس وقت سے لے کر ایک ارب سال کا سفر جو ارتقاء کا سفر ہے جس میں انسان ٹھیک ٹھاک کیا گیا ہے۔ مٹی سے بنا کر اس ایک ارب سال کے سفر میں انسان جن جن شکلوں سے گزرا ہے وہ ساری شکلیں نو مہینے کے اندر رحم مادر میں دہرائی جاتی ہیں۔ اور ایک فلم چل جاتی ہے جو ایک ارب سال کا سفر بچہ نو مہینے میں طے کر رہا ہے۔ اور قرآن کے سوا کوئی دنیا کی کتاب نہیں ہے جو یہ کہتی ہو کہ رحم مادر میں ہم نے تمہیں جو تصویریں دی ہیں دیکھو تو سہی۔ تم یونہی تو نہیں بن گئے کہ مٹی سے تھوپ تھاپ کے تمہیں ایک گڈا سا بنا کے کھڑا کر دیا، بے وقوفی کی بات ہے۔ ان نو مہینے کا سفر اگر تم کر لو تو تمہیں یہ پتہ چلے گا کہ ہم نے تمہیں کتنی دیر میں کتنے مراحل سے گزار کر وہ صورت بخشی ہے جس پر اب تم فخر کرتے ہو کہ کیسی اچھی صورت ہے۔

تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام جب موہب الصور کی بات کرتے ہیں تو جمع کا صیغہ استعمال فرمایا ہے صور۔ صورتوں کے بخشنے والے نے گویا انسانی صورت کے اندر یا اس کے ماضی میں جتنی صورتیں بھی انسان کو عطا ہوتی رہیں یہ خلق ہے بفتح خاء۔ "جس صورت کے ساتھ وہ دوسرے حیوانات کی

SATELLITES
OFFICIAL SKY AGENTS
Muslim TV AHMADIYYA
SKY
TV ASIA
VIEW THE SERMON EVERY DAY ON EUTELSAT - SATELLITE SYSTEM AVAILABLE FOR ALL SATELLITES IN THE WORLD,
VIEWING CARDS IN STOC:. INSTALLATION AVAILABLE.
MAIL ORDER & INTERNATIONAL EXPORT SERVICE AVAILABLE
WE ACCEPT CREDIT CARDS. CALL FOR COMPETITIVE PRICES. ASK US FOR MORE DETAILS.
S.M SATELLITE SERVICES
15 BRIDGE END, CAMBERLEY, SURREY, GU15 2QX, ENGLAND
TEL: 01276-20916 FAX: 01276-678 740
RECEIVERS, DECODERS, DISHES, SMART CARDS

صورتوں سے ممیز ہے" یہ آخری شکل ہے اس کی۔ "اور خلق بضم خاء سے مراد وہ صورت باطنی یعنی خواص اندرونی ہیں جن کی رو سے حقیقت انسانیہ حقیقت حیوانیہ سے امتیاز کلی رکھتی ہے"۔ اب جہاں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام امتیاز کی بات کر رہے ہیں وہاں صرف انسان کی صورت پر آکر جو ہر عضو اور ہر ذرہ درجہ کمال کو پہنچ گیا ہے وہاں اس وقت کی بات کر رہے ہیں مگر میں نے قرآن کے حوالے سے آپ کو بتایا تھا کہ ان صورتوں سے پہلے بھی ایک بہت لمبا صورتوں کا سفر موجود ہے۔ یہ جو موجودہ آخری صورت ہے یہ وہ ہے جو انسان کو حیوان سے ممتاز کرتی ہے ورنہ انسان کی صورت میں اور حیوان کی صورت میں مشابہتیں ہیں تو سہی مگر امتیاز بھی ہے۔ فرمایا یہ ہے خلق اور انسان ان اندرونی صفات کا نام ہے جو انسان کو عطا ہوئیں اور ان صفات کے لحاظ سے باقی جانوروں سے وہ ممتاز اور الگ ہے اور کوئی جانور یہ کہہ نہیں سکتا کہ مجھے بھی اس نوع کی یہ صفت ملی ہوئی ہے اس سے ملتی جلتی تو ہیں۔ جیسا کہ جنت میں جو خدا ہمیں تحائف عطا فرمائے گا ہمیں کچھ ملتا جلتا دکھائی دے گا تو ہم کہیں گے ناکہ ہم نے پہلے بھی کھایا ہوا ہے۔ اللہ فرمائے گا، نہیں ملتی جلتی ہیں۔ تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ملتی جلتی صفات کا انکار نہیں فرمار ہے اس غلطی میں نہ مبتلا ہو جائیں۔ فرمایا ہے ملتی جلتی ہونے کے باوجود جب انسان کے درجہ پر پہنچ کر وہ خلق ظاہر ہوتا ہے جو خاصۃً انسان کو عطا ہوا ہے تو وہ خلق کسی اور جانور کو نہیں ملا اور وہاں انسان ہر دوسرے جانور سے الگ اور ممتاز ہو جاتا ہے۔

> ہر انسان کو اللہ نے فطرت پر پیدا کیا ہے .... یہ تقاضا کرتا ہے کہ اس میں اعتدال ہو۔ ورنہ اگر خدا نے فطرت میں بے اعتدالی رکھی ہوتی تو پھر کوئی اعتدال والی تعلیم انسان قبول کرنے کے اہل ہی نہ رہتا۔ اس لئے بے اعتدالیاں ہوتی ہیں تو بعد میں لوگ بنا دیتے ہیں۔ فطرت کو آغاز میں اعتدال ہی عطا ہوا ہے

پھر فرماتے ہیں:

"پس جس قدر انسان میں من حیث الانسانیت اندرونی خواص پائے جاتے ہیں اور شجرہ انسانیت کو نچوڑ کر نکل سکتے ہیں"۔ اب انسانیت کا شجرہ کیا ہے۔ وہ تمام صفات حسنہ جو خلق کے طور پر انسان کو ودیعت ہوئی ہیں اور وہ صفات حسنہ جو دوسرے جانوروں اور اس کے درمیان ایک امتیاز قائم کر دیتی ہیں وہ اگر انسان کو نچوڑا جائے تو جو خلاصہ نکلے گا اس کا نام خلق ہے وہ روح انسانی ہے کیونکہ خلاصے اور نچوڑ کو بھی روح کہا جاتا ہے اور امر واقعہ یہ ہے کہ روح بھی اسی سے بنے گی۔ مرنے کے بعد جس روح کو ایک آزاد حیثیت عطا ہوگی وہ انسانی خلق ہی سے بنے گی۔ اور وہ خلق اگرچہ آغاز میں حسین دیا گیا تھا جو جس حد تک اس خلق کو بگاڑے گا اسی حد تک اس کی روح بدصورت اور بدزیب اور بدمزہ ہوتی چلی جائے گی۔ اور وہ روح جو پیدا ہوگی وہ انسان کے اپنے گناہوں، اپنے ظلم کے نتیجے میں پیدا ہوگی اس کی ذمہ داری خدا تعالیٰ پر نہیں ہے۔ تو فرمایا کہ اس شجرہ کو نچوڑ کر اگر دیکھیں تو جو کچھ اس کا پھل تم پاؤ گے وہ خلق ہے۔ "جو کہ انسان اور حیوان میں من حیث الباطن مابہ الامتیاز ہیں"۔ یہ ساری باتیں وہ ہیں جو باطنی طور پر انسان اور حیوان میں ایک امتیاز قائم کرتی ہیں، ان سب کا نام خلق ہے۔

"اور چونکہ شجرہ فطرت انسانی اصل میں توسط اور اعتدال پر واقع ہے اور ہریک افراط و تفریط سے جو قوائے حیوانیہ میں پایا جاتا ہے منزہ ہے۔ جس کی طرف اللہ تعالیٰ نے اشارہ فرمایا ہے "لقد خلقنا الانسان فی احسن تقویم" (سورہ التین: ۵)۔

اب یہ فقرہ بھی سمجھانا ہے لازماً۔ کیونکہ عموماً جو سننے والے ہیں علمی لحاظ سے خواہ کسی درجے پر واقع ہوں فطری لحاظ سے اس فقرے کو سمجھنے کی اہلیت رکھتے ہیں۔ اگر یہ نہ ہوتا تو انسان کو اس مضمون کے لئے پیدا ہی نہ کیا جاتا۔ اور چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم ظاہری علم کے بغیر ہم سب میں سانجھے ہیں اور شریک ہیں یعنی ہمارے ہیں اس لئے علم کا کوئی پردہ بیچ میں حائل نہیں ہے۔ آپؐ کی ذات کو سمجھنے کے لئے وہ جو خدا سے علم پاتا ہے وہ علم پاکر آگے بتاتا ہے اور اگر اس کو غور سے سنا جائے یا مزید محنت سے سمجھایا جائے تو سمجھ آنے والی بات ہے۔ اس کا ظاہری علم سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ مگر چونکہ ظاہری علم کے بغیر یہ باتیں بیان نہیں ہوتیں اس لئے کھولنی پڑتی ہیں۔ پس اب دیکھیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کیا فرمار ہے ہیں۔ "شجرہ فطرت انسانی اصل میں توسط اعتدال پر واقع ہے" حقیقت کے اعتبار سے جو خدا تعالیٰ نے انسان کو صفات عطا فرمائی ہیں ان صفات میں آغاز میں اعتدال تھا اور وسطی طور پر واقع ہوئی تھیں۔ ان میں کوئی انتہاء پسندی نہیں تھی۔ کسی انتہاء کی طرف جھکنا فطرتاً نہیں تھا۔ اگر یہ ہوتا تو "یولد علی الفطرۃ" کا معنی سمجھ میں نہ آتا کہ کیا ہے۔ ہر انسان کو اللہ نے فطرت پر پیدا کیا ہے جو قرآن کریم فرما رہا ہے۔ یہ تقاضا کرتا ہے کہ اس میں اعتدال ہو۔ ورنہ اگر خدا نے فطرت میں بے اعتدالی رکھی ہوتی تو پھر اعتدال والی تعلیم انسان قبول کرنے کے اہل ہی نہ رہتا۔ اس لئے بے اعتدالیاں ہوتی ہیں تو بعد میں لوگ بنا دیتے ہیں۔ فطرت کو آغاز میں اعتدال ہی عطا ہوا ہے۔ اسی لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم فرماتے ہیں "کل مولود یولد علی الفطرۃ فابواہ یھودانہ اور ینصرانہ" ہر بچہ فطرت پر پیدا ہوتا ہے۔ ہر پیدا ہونے والا فطرت پر پیدا ہوتا ہے۔ "فابواہ یھودانہ او ینصرانہ" پر اس کے ماں باپ ہیں جو ان میں سے کسی کو یہودی بنا دیتے ہیں، کسی کو نصرانی بنا دیتے ہیں یعنی یہ جو تبدیلیاں واقع ہوئی ہیں یہ انسان کی پیدا کردہ تبدیلیاں ہیں۔ اب صرف "یھودانہ" اور "ینصرانہ" کا ذکر فرمایا اور مسلمان بنا دیتے ہیں کا ذکر ہی کوئی نہیں۔ اس میں کیا حکمت ہے۔ پہلی حکمت تو یہ ہے کہ دو انتہاؤں کی اس سے بہتر مثال نہیں ہو سکتی کہ یا یہودی بنا دیتے ہیں یا عیسائی بنا دیتے ہیں۔ فطرت وسط میں واقع ہوئی ہے۔ اس کو ایک طرف کھینچ لو تو یہودیوں کی طرح تشدد اور سختی اور انتقام اور غیظ و غضب پر زور ہو جائے گا۔ اور وہاں اسی مرکز سے ہٹا کر دوسری طرف کھینچ لو تو عیسائیت کی نرمی اور عفو اور درگزر یہاں تک کہ ایک گال پہ تھپڑ مارے تو دوسری گال پیش کر دو کی تعلیم شروع ہو جاتی ہے۔ تو درمیان میں واقع ہے تو دونوں کو کھینچا گیا ہے نا۔ اس لئے اس کلام محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم میں بھی ایک حیرت انگیز توازن اور اعتدال واقع ہے۔ پھر یہ کہ فطرت کو تو اسلام فرمایا گیا ہے قرآن کریم میں بھی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی طرف سے بھی۔ تو ماں باپ تو مسلمان نہیں بناتے خدا نے مسلمان بنا کے بھیجا ہے۔ اس لئے اس کا مسلمان بننا تو ایک فطری بات ہے۔ اس کے ساتھ تو وہ پیدا ہوا تھا۔ اس لئے اسلام کی تعلیم فطرت سے باندھی گئی ہے۔ اور وہی تعلیم ہے جو درحقیقت انسان کی فطرت سے وابستہ ہونے کی وجہ سے غیر مبدل ہو جاتی ہے۔

اگر فطرت انسانی سے اسلام کی تعلیم کامل طور پر نہ جوڑی جاتی تو زمانے کے بدلنے سے اس تعلیم کا بدلنا لازم ہو جاتا۔ اگر یہ اس اعتدال اور وسط پر واقع نہ ہوتی جس کا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ذکر فرمایا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم اس سے بہت پہلے اس کو مثال دے کر ظاہر فرما چکے ہیں تو پھر یہ غیر زمانی تحریک نہیں ہو سکتی تھی۔ کیونکہ جب اعتدال پر چیز نہ رہے تو اسے استقامت نہیں رہتی اور یہ مضمون میں پہلے بیان کر چکا ہوں۔ تو اسلام کا توسط پر واقع ہونا ایک طبعی امر ہے۔ اگر انسان، ہر پیدا ہونے والا فطرت پر پیدا کیا جائے تو لازماً اسلام پر پیدا ہوا ہے اور اگر کوئی فطرت کو قائم رکھے، اگر جو خدا کی ودیعت ہے اس امانت میں ایک ذرہ بھی فرق نہ آنے دے تو پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے متعلق یہ فرمانا کہ وہ تو از خود ہی بھڑک اٹھنے کے لئے تیار بیٹھا تھا مراد یہ ہے کہ جو کچھ پایا تھا خدا سے پایا تھا مگر اس کی حفاظت کی تھی، اس اعتدال کو قائم رکھا تھا۔ اس توازن پر ہمیشہ قائم رہا۔ اور یہی تو وحی کا مقصد تھا کہ تمہیں تو ازن عطا کرے جس توازن کو تم کھو بیٹھے تمہیں دوبارہ نصیب ہو وحی کی بدولت آسمان کا نور تمہیں پھر ان نوری اقدار پر قائم کر دے جن اقدار سے تمہارے سفر کا آغاز ہوا تھا تاکہ تمہارا انجام بھی اسی پر واقع ہو۔

> آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی پیروی میں جو سفر ہم نے اختیار کیا ہے یہ نور کی پیروی کا سفر ہے۔ اور ہر روز ہماری حالت بدلنی چاہئے کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے جس نور ازل کی پیروی کا سفر اختیار فرمایا اس کے متعلق اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "وللآخرۃ خیرلک من الاولیٰ" یقیناً تیری آخرت تیرے اولیٰ سے بڑھ کر ہے، بہتر ہے۔ تو وہ سفر بھی دائمی ہے اس کے پیچھے چلنے والوں کا سفر بھی دائمی ہے

پس وہ رسول جس نے آغاز ہی سے اپنی ساری زندگی اس اعتدال سے سرمو بھی فرق نہ کیا ہو اس کے متعلق یہ فقرہ کیسا خوب صورت اور کیسا برمحل ہے ایک ادنیٰ بھی مبالغہ نہیں کہ یہ نور تو اپنی ذات میں بھڑک اٹھنے پر تیار بیٹھا تھا یعنی کامل اعتدال پر تھا اور تھا ہی نور۔ پھر اس پر جب شعلہ نور اترا ہے تو "نور علیٰ نور"

محمد صادق جیولرز

MOHAMMAD SADIQ JUWELIER

آپ کے شہر ہمبرگ میں عرب امارات کی دوسری شاخ۔ ہمارے ہاں جدید ترین ڈیزائنوں میں خالص سونے کے زیورات دستیاب ہیں۔ عرب امارات کے بنے ہوئے ۲۲ قیراط سونے کے زیورات گارنٹی کے ساتھ دستیاب ہیں۔ نیز زیورات کی مرمت کے علاوہ ہر قسم کے زیورات آرڈر پر بھی بنوائیں۔ پرانے زیورات کو نئے میں بھی تبدیل کرواسکتے ہیں۔

ہمارے پتہ جات:

Hamburg:
Hinter der Markthalle 2
Near, Thalia Theater Karstedt,
20095 Hamburg,
Tel: 040/30399820

Frankfurt:
S. Gilani,
Tel: 069/685893

بن گیا اور اس کمال کا نور پھوٹا ہے کہ سارے عالم کو روشن کر دیا۔ اس درجے کی اس میں شدت پیدا ہوئی ہے کہ خدا نے اسے "سراجاً منیرا" کے طور پر تمہارے سامنے پیش کیا۔ مگر اس نور کی طرف سفر کیسے ہوگا محض تعریفوں کے ذریعے نہیں بلکہ ان صفات حسنہ کو اپنانے کی کوشش کے ذریعے، وہاں پہنچ کر تعریف کی حد ختم ہو جاتی ہے، پھر تعریف کی سچائی کی حد شروع ہوتی ہے۔

خدا کا ذکر بلند کرو، اس کی تسبیحات بلند کرو۔ صبح بھی کرو اور شام بھی کرو تو تمہیں اس نور سے حصہ ملنا شروع ہو جائے گا جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کا وہ نور ہے جو خدا نے مثالاً بیان فرمایا ہے۔ ورنہ اللہ کے نور کی حقیقت کو کوئی دنیا میں نہیں جانتا

ایک انسان کسی کو دیکھ کر کہہ سکتا ہے واہ واہ کیسا اچھا ہے، کیسا مضبوط ہے، کیسا طاقت ور ہے، لیکن اگر وہ ہونٹوں کی تعریف ہے تو ویسا بننے کی کوشش نہیں کرتا کیونکہ اس میں محنت در کار ہے۔ بہت مشقت کا بعض دفعہ سامنا ہوتا ہے۔ ایک کرکٹر بننے کے لئے ہی آپ دیکھیں پوری زندگی بعض لوگوں کو وقف کرنی پڑتی ہے۔ وہ بچے جو تعریف کرتے ہیں دل کی گہرائی سے ان کو میں نے دیکھا ہے کرکٹ کی لو لگ جاتی ہے۔ بعض بچے مجھے دعاؤں کے لئے لکھتے ہیں کہ میرے لئے دعا کریں میں ایسا کرکٹر بنوں کہ بس دنیا میں کمال ہو جائے۔ وہ بچپن سے ہی تصویریں بھی کرکٹ کی بناتے ہیں، دیکھتے بھی ہیں، نام بھی ان لوگوں کے اکٹھے کرتے ہیں جو کرکٹ میں اچھے ہوا کرتے تھے، کتابیں وہ پڑھتے ہیں جن میں کرکٹ کے ریکارڈ ہوتے ہیں۔ اب چھوٹی سی، معمولی سی کھیل ہے لیکن جو سچی تعریف کرنے والا ہے وہ صرف زبان سے عاشق نہیں ہوتا دل سے اور عمل سے عاشق ہو جاتا ہے۔

پس یہی حال نور بننے کا ہے۔ کسی ایک صفت کو اگر آپ اچھا سمجھیں اور واقعۃً دل کی گہرائی سے اچھا سمجھیں تو اسے اپنانے کی لگن لگ جائے گی۔ اللہ تعالیٰ کے حوالے سے براہ راست ہم ان صفات کو دیکھتے اور سنتے ہیں۔ مگر یہ معلوم نہیں ہو سکتا کہ خدا کی جو صفات ہم سے بہت ہی بالا، بہت ہی دور واقع ہوئی ہیں جہاں تک عقل انسانی کا تعلق ہے۔ نزدیک ہیں سمجھنے کے اعتبار سے۔ دور ہیں اپنانے کے اعتبار سے۔ نزدیک ہیں اس اعتبار سے کہ خدا نے خود انہیں ہم پر ظاہر فرما دیا۔ دور ہیں اس اعتبار سے کہ ظاہر ہونے کے باوجود ہم ان کی کنہہ کو نہیں سمجھ سکتے۔ اس سفر کو آسان کرنے کے لئے حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو نور کی مثال بنا کے دیا گیا۔ فرمایا یہ دیکھ لو۔ اس طرح میرا نور ایک انسان میں اپنے کمال کے ساتھ جلوہ گر ہوتا ہے۔ یہ یہ باتیں کرنی پڑتی ہیں۔ یہ اخلاق اپنانے پڑتے ہیں۔ یہ اعتدال واقع کرنا پڑتا ہے اپنی طبیعت میں۔ یہ تم کرو تو تم بھی ویسے ہی ہو جاؤ گے۔ یہ ایک فرضی دعویٰ نہیں۔ یہ دعویٰ اس لئے بھی ضروری تھا کہ شرک کا شائبہ بھی اسلامی تعلیم میں باقی نہ رہے۔ اگر خدا تعالیٰ یہیں بات ختم کر دیتا کہ "اللہ نور السماوات" اور "مثل نورہ" آگے بات محمد رسول اللہ پر جا کے کھڑی کر دیتا تو پھر دنیا میں ایک اور قسم کا شرک پیدا ہوتا کہ محمدؐ رسول اللہ ہی ہیں جو صفات باری تعالیٰ سے ایسی یگانگت رکھتے تھے کہ انہیں اپنا سکتے تھے اور کوئی بشر ایسا نہیں جو ایسا کر سکے۔ تو وہ اپنی ذات میں خواہ آپ خدا کا شریک نہ بھی کہیں مگر شرک کا ایک مضمون ضرور دماغ میں اٹھ کھڑا ہوتا ہے۔ قرآن کریم جو حکیم کتاب ہے اور روحانی طب میں اس سے اعلیٰ درجہ کی مرض شناس کتاب اور کوئی واقع نہیں ہوئی، کبھی پیدا نہیں ہوئی یعنی انسان کو کبھی عطا نہیں ہوئی۔ اس آیت کے معاً بعد فرماتا ہے "فی بیوت اذن اللہ ان ترفع ویذکر فیھا اسمہ یسبح لہ فیھا بالغدو والآصال" کہ محمدؐ رسول اللہ کا نور ایسی مثال نہیں تھی جسے تم اپنا نہ سکو۔ اس غرض سے نہیں تھی کہ اسے انسانوں سے الگ کر کے دکھایا جائے۔ اس غرض سے تھی کہ انسان کو بتایا جائے کہ تمہاری صلاحیتیں کیا کیا ہیں، تمہاری رسائی کہاں کہاں تک ہے۔ تمہی میں سے وہ شخص پیدا ہوا ہے یعنی محمدؐ رسول اللہ جنہوں نے نور کی تحصیل میں یہ کمال دکھا دیا ہے۔ درجہ کمال کو پہنچ گیا ہے۔ اور تم اگر چاہو تو اس نور کی پیروی سے اسی طرح نور سے حصہ پا سکتے ہو۔ اور صرف تعلیم نہیں دی فرمایا یہ نور جو ایک دل پر اترا تھا، جس دل میں جلوہ گر ہوا تھا اب دیکھو کہ محمدؐ رسول اللہ کے فیض سے اور آپ کی پیروی کی برکت سے کتنے نوروں میں بدل گیا ہے۔

"فی بیوت اذن اللہ ان ترفع" وہ ایک گھر میں نہیں رہا وہ تو اب گھر گھر میں روشن ہو گیا ہے۔ "محمدؐ رسول اللہ والذین معہ" محمدؐ رسول اللہ اور جو ان کے ساتھی تھے جو واقعۃً معیت رکھتے تھے یعنی صحبت صالحہ سے فیض پاتے تھے ان کے دل بھی تو دیکھو وہ بھی تو روشن ہو رہے ہیں۔ ان کے دلوں سے بھی تسبیحات بلند ہو رہی ہیں اور خدا نے چاہا ہے کہ ان کے دلوں کو اس کی برکت سے بلند کر دیا جائے۔ ان گھروں کو بلند کر دیا جائے جن میں وہ نور روشن ہے۔ اور وہ جو سراجاً منیراً کا مضمون تھا ان کا اس بلندی سے تعلق ہے۔ نور جو وسیع طور پر فیض رساں ہو وہ چھوٹی حالت میں رہ کر نہیں ہو سکتا۔ اسے لازماً رفعت اختیار کرنی ہوگی۔ کیونکہ جتنی بلند چیز ہو اتنا ہی اس کے نور سے دنیا فیض یاب ہو سکتی ہے۔ بعض دفعہ ہم جب بجلیاں نہیں ہوتی تھیں ہم لالٹین کو یا عام چراغ کو زمین پر رکھتے تھے تو وہی کمرہ اندھیرا لگتا تھا پھر جب اچھی طرح دیکھنا ہوتا اسے ہاتھ سے بلند کر کے اونچا کر کے دیکھتے تھے تو سارا کمرہ جگ مگ کرنے لگتا تھا۔ تو محمدؐ رسول اللہ کو جو سراجاً منیراً فرمایا گیا ہے اس پہلو سے بھی فرمایا گیا ہے کہ یہ اتنا بلند ہو گیا اس نور کی برکت سے جو خدا نے اس نور پر نازل فرمایا اور یہ دونوں مل گئے۔ اتنا رفع اور بلند ہو گیا کہ وہ سراجاً منیراً کی طرح کل عالم پر چمکنے کی اہلیت پا گیا اور کل عالم اس سے فیض یاب ہونے کی صلاحیت اختیار کر گیا۔ اور اس نے اس حسن کو اپنی ذات تک محدود نہیں رکھا بلکہ اپنے زمانے میں چمک کر دوسروں کو ایسی ہی صفات عطا کر کے ثابت کر دیا کہ نوروں میں سب سے وسیع قلب یہی محمدؐ رسول اللہ تھے۔

اس کثرت سے اپنے معیت میں بسنے والوں کو اپنے نور کی شان عطا کرنے والا دنیا میں کبھی کوئی نبی نہیں پیدا ہوا۔ آپ تاریخ کا مطالعہ کر کے دیکھ لیں۔ اپنی زبان سے نہیں ان کتابوں کی زبان سے مطالعہ کر کے دیکھ لیں۔ بدھ نے کتنے بدھ پیدا کئے تھے یا اپنے جیسے عقل کل جس کو وہ کہتے ہیں (عقل کل تو صرف خدا کے لئے میرے نزدیک استعمال ہو سکتا ہے) لیکن اپنی طرح کے عقل والے کتنے اور پیدا کئے تھے۔ موسیٰ نے ہارون کے سوا کون سا پیدا کیا تھا جو اس سے مشابہ ہو اور وہ بھی دعا مانگ کے کیا تھا۔ اپنی ذات میں تو ہارون میں وہ روشنی نہیں تھی۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنے سے ملتے جلتے کتنے حواری پیچھے چھوڑے۔ مگر محمدؐ رسول اللہ کی شان دیکھو کہ کتنا جلدی جلدی اپنے جیسے ہی اور نور دوسروں کے سینوں میں روشن کرنے شروع کر دئے، گھر گھر میں وہ شمعیں جلنے لگیں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "فی بیوت اذن اللہ ان ترفع ویذکر فیھا اسمہ" ان گھروں میں جن کے متعلق خدا نے، تقدیر نے فیصلہ کر دیا ہے کہ ان گھروں کو بلند کیا جائے گا۔ "ویذکر فیھا اسمہ" اور ان میں اس کا نام یاد کیا جائے گا۔ دوسرا معنی ہے "ترفع ویذکر فیھا اسمہ" اس کا نام بلند کیا جائے گا اور نام یاد رکھا جائے گا۔ مگر گھروں کی بلندی تو ناموں کی بلندی سے ہی ہے۔ جس گھر میں بلند نام ہو وہ گھر بلند ہو جایا کرتا ہے۔ "یسبح لہ فیھا" اس میں وہ لوگ جو محمدؐ رسول اللہ کے ساتھی ہیں وہ خدا کی تسبیح کریں گے یا کرتے ہیں، "بالغدو والآصال" صبح بھی اور شام بھی۔ تو وہ نور حاصل کیسے ہوتا ہے۔ تسبیح الٰہی سے، ذکر الٰہی سے، خدا کا ذکر بلند کرو، اس کی تسبیحات بلند کرو، صبح بھی کرو شام بھی کرو تو تمہیں اس نور سے حصہ ملنا شروع ہو جائے گا جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کا وہ نور ہے جو خدا نے مثالاً بیان فرمایا ہے ورنہ اللہ کے نور کی حقیقت کو کوئی دنیا میں نہیں جانتا۔ اب چونکہ وقت زیادہ ہو گیا ہے باقی انشاء اللہ آئندہ خطبے میں۔

مضمون نگار حضرات سے: براہ کرم مضامین خوشخط۔ کاغذ کے ایک طرف حاشیہ چھوڑ کر حوالہ جات سے مزین اصل کتب سے موازنہ کے بعد بھجوایا کریں۔ تربیت۔ اصلاح معاشرہ تاریخی علمی مضامین اور آپ کے حاصل مطالعہ کی ادارہ لبشدت انتظار کرتا ہے۔ (ایڈیٹر)

احمدی بھائیوں کی اپنی قابل اعتماد ٹریول ایجنسی
ہوائی سفر کیلئے
INDO-ASIA REISEDIENST
کی خدمت کے نئے انداز
دنیا کے گرد پھیلے ہوئے پانچ براعظموں میں کسی بھی ملک میں سفر کرنے کیلئے مناسب داموں پر ہوائی جہاز کے ٹکٹ حاصل کریں اور
اسی طرح پاکستان کے مختلف شہروں کے بارعایت ٹکٹ کے حصول کیلئے ہماری خدمات سے ضرور فائدہ اٹھائیں
P.I.A
کی خصوصی پیشکش
بکنگ جاری ہے
۴ افراد پر مشتمل کنبہ کیلئے
ٹکٹ میں ۱۰ فیصد رعایت
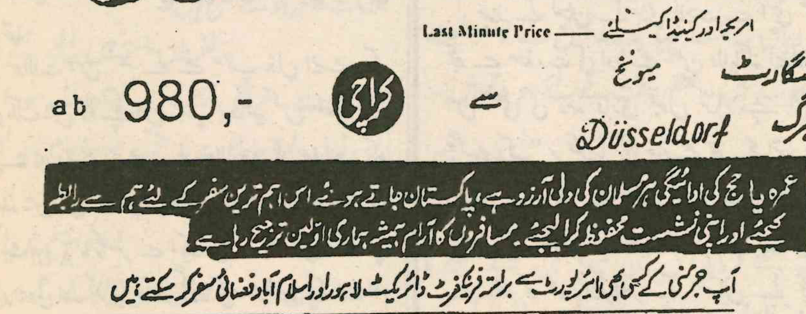
امریکہ اور کینیڈا کیلئے —— Last Minute Price
سٹٹگارٹ میونخ
ہمبرگ Düsseldorf
سے کراچی ab 980,-
عمرہ یا حج کی ادائیگی ہر مسلمان کی دلی آرزو ہے، پاکستان جاتے ہوئے اس اہم ترین سفر کے لئے ہم سے رابطہ کیجئے اور اپنی نشست محفوظ کرالیجئے۔ مسافروں کا آرام ہمیشہ ہماری اولین ترجیح رہا ہے
آپ جرمنی کے کسی بھی ایئرپورٹ سے براستہ فرینکفرٹ ڈائریکٹ لاہور اور اسلام آباد فضائی سفر کر سکتے ہیں
نیز ہمارے ہاں انگریزی اور اردو کا جرمن زبان میں ترجمہ کروانے کا بندوبست بھی موجود ہے
آپ کی خدمت کے منتظر
منیر احمد چوہدری (ایئرپورٹ سوشیال ٹینٹ) عبدالسمیع (وینٹے وکیل والے)
Indo-Asia Reisedienst
Am Hauptbahnhof 8-60329 Frankfurt
Tel.: 069 - 236181

"ہمیں افسوس ہے! ہم لاس اینجلس نہیں جا رہے...."

(حافظ احمد جبریل سعید۔ گھانا)

"سفر وسیلہ ظفر ہوتا ہے" لیکن بعض اوقات کسی کی ایک چھوٹی سی بھول اس فتح و ظفر کو کافی تلخ اور ناقابل فراموش بنا دیتی ہے اور وہ بھی اس وقت جب تیسری دنیا کا کوئی مسافر مغرب کی سرزمین پر محو سفر ہو۔

حال ہی میں ہمارے دوست مکرم حافظ احمد جبریل سعید صاحب مبلغ گھانا سے بھی مغرب کی سرزمین پر ایک ناقابل فراموش واقعہ پیش آیا جو انہی کی زبانی سنیں۔ آپ فرماتے ہیں:

"جب کوئی شخص دنیا کی غیر معروف سمتوں میں سفر کرتا ہے تو بہت سے دلچسپ اور ناقابل فراموش واقعات رونما ہوتے ہیں۔ امسال حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ نے ازراہ شفقت خاکسار کو جلسہ سالانہ برطانیہ میں شمولیت کی اجازت مرحمت فرمائی۔ جلسہ کے دوران میری ملاقات لاس اینجلس (امریکہ) میں مقیم چند احمدی بھائیوں سے ہوئی جنہوں نے مجھے امریکہ میں ان کے ساتھ چند روز گزارنے کی دعوت دی۔ میرا پروگرام تو یہ تھا کہ میں جرمنی جاکر وہاں کے جلسہ سالانہ میں شامل ہوسکوں۔ وقت کی کمی کی وجہ سے میں گھانا میں موجود جرمن سفارتخانہ سے جرمنی کا ویزا حاصل نہ کرسکا تھا۔ میں نے لندن سے ویزا کے حصول کی کوشش کی لیکن یہ کارروائی بہت زیادہ وقت لے رہی تھی چنانچہ میں نے فیصلہ کیا کہ جرمنی جانے کی بجائے لاس اینجلس میں اپنے احمدی بھائیوں کی دعوت پر امریکہ چلا جاؤں۔ میں نے دو ہفتہ کی رخصت کی اجازت طلب کی تاکہ میں امریکہ میں احمدیہ مشنز دیکھ سکوں جس کی حضور نے ازراہ شفقت اجازت مرحمت فرمائی۔

ٹرانس اٹلانٹک ایئر ٹریفک موسم گرما میں اکثر بہت مصروف ہوتی ہے۔ اس لئے اگلے تین ہفتوں کے دوران لندن سے امریکہ کے لئے سیٹ ملنا بہت مشکل تھا۔ بالآخر مجھے مانچسٹر سے ایک سیٹ مل گئی۔ یہ وہی جگہ ہے جہاں سے میرے سفر امریکہ ۱۹۹۵ء کا ڈرامہ شروع ہوا۔ مجھے سیٹ کی بکنگ کی اطلاع فلائٹ کی روانگی سے صرف ۲۴ گھنٹے پہلے ملی اور مجھے لندن سے اپنی تمام تیاری مکمل کرکے مانچسٹر پہنچنا تھا۔ کافی بھاگ دوڑ اور رات بھر کوچ کے سفر کے بعد مانچسٹر پہنچا وہاں مشن ہاؤس میں صرف دو گھنٹے آرام کا موقعہ ملا۔ میں ساری رات سو نہیں سکا تھا۔ مانچسٹر ایئرپورٹ پر ان دنوں مسلم بنیاد پرستوں کی دھمکیوں کی وجہ سے چیکنگ بہت صبر آزما تھی دوسروں کی طرح مجھ سے بھی بہت سے سوالات کئے گئے کیونکہ میرا نام مسلمانوں والا تھا اور میں وضع قطع سے بھی مسلمان لگتا تھا۔

سوالات اس قسم کے تھے "آپ مڈل ایسٹ کے کس ملک میں رہ چکے ہیں۔ آپ برطانیہ کس مقصد سے ٹھہرے ہوئے ہیں؟ میں نے سوالات کے جوابات کے سلسلہ میں ان سے پورا تعاون کیا امریکن ایئرلائنز کی فلائیٹ A-121 مانچسٹر سے ایک بج کر پنتالیس منٹ پر روانہ ہوئی اور تقریباً سات گھنٹے کی مسافت کے بعد ہم شکاگو کے O'HARE ایئرپورٹ پر اترے۔ یہ میرے لئے پانچواں موقع تھا کہ میں نے بحرالکاہل کو عبور کیا۔ حسب معمول امیگریشن کی کارروائی کے بعد ہمیں ایئرپورٹ کے ایک حصہ میں لے جایا گیا جہاں سے ہم نے لاس اینجلس کے لئے دوسرے جہاز پر سوار ہونا تھا۔ میں سیدھا امریکن ایئرلائنز کے کاؤنٹر پر گیا وہاں پر موجود عملہ کو اپنا ٹکٹ چیک کروایا۔ کاؤنٹر پر موجود خاتون نے مجھ سے ٹکٹ لیا، اسے دیکھا اور مجھے بورڈنگ پاس دیا اور ایک گیٹ کی طرف اشارہ کیا "دائیں طرف گیٹ نمبر ۱۸۲"۔

گیٹ ۱۸۲ کی طرف جاتے ہوئے میں نے کچھ پوسٹ کارڈ اور ایک رسالہ خریدا تاکہ یہ چیزیں مجھے مستقبل میں شکاگو ایئرپورٹ کی یاد دلاتی رہیں۔ جب میں گیٹ پر پہنچا تو میں نے پاس دوبارہ گیٹ پر موجود عملہ کے آدمی کو دکھایا۔ اس نے مجھ سے کہا "مہربانی کرکے جلدی جائیں آپ پہلے ہی لیٹ ہوچکے ہیں"۔ جب میں جہاز میں داخل ہوا تو میں نے اپنا بورڈنگ پاس ایئرہوسٹس کو دکھایا۔ اس نے مجھے سیٹ 20C کی طرف اشارہ کیا۔ میں اس وقت بہت تھکا ہوا تھا کیونکہ پچھلے بیس گھنٹوں سے میں مسلسل سفر میں تھا اس لئے میں جلد ہی سوگیا۔ میں تقریباً ایک گھنٹہ بعد فضا میں جاگا۔ میں نے ایک پیپسی کا ٹن حاصل کیا۔ تقریباً تین گھنٹے کی مسافت کے بعد میں نے خیال کیا کہ اب لاس اینجلس کا سفر تو صرف چند منٹوں کا ہوگا لیکن ہم تو سفر میں تھے۔ چار گھنٹے تک، پھر پانچ گھنٹے تک، پھر ساڑھے پانچ گھنٹے تک۔ اب مجھے کچھ تشویش لاحق ہوئی یقیناً شکاگو سے لاس اینجلس اتنا دور نہیں ہوسکتا کیونکہ میں امریکہ کے جغرافیہ کے بارہ میں اچھی طرح جانتا ہوں اور میں اس سے قبل چند مواقع پر امریکہ آ بھی چکا تھا۔

میں نے اپنی سیٹ بیلٹ کھولی، باتھ روم گیا، پھر ایک فلائیٹ اٹینڈنٹ سے یوں گویا ہوا "معاف کیجیے! ہم لاس اینجلس کب اتر رہے ہیں"۔ "لاس اینجلس؟ افسوس ہم لاس اینجلس نہیں جارہے، ہم تو لندن جا رہے ہیں اور ہم تقریباً دو گھنٹے کے بعد اتر رہے ہیں"۔ اس نے حیرانی سے جواب دیا۔

میری زبان گنگ ہوگئی۔ "مجھے اپنا ٹکٹ اور بورڈنگ پاس دکھاؤ" اس نے کہا۔ یقیناً دونوں پر لاس اینجلس لکھا ہوا تھا۔ عملہ کی خاتون اندر گئی اور جہاز کے کپتان سے ملی۔ وہ دونوں میرے پاس آئے اور بڑی نرمی سے میرا انٹرویو لیا۔ انٹرویو کا نتیجہ یہ تھا کہ اس میں میری کوئی غلطی نہیں تھی کیونکہ مجھے غلط دروازے کی طرف بھجوایا گیا تھا۔ گیٹ نمبر ۱۸۲ پر موجود آدمی نے اس غلطی کی تصحیح کردی ہوتی۔ جہاز کے دروازہ پر موجود فلائیٹ اٹینڈنٹ نے اس غلطی کی تصحیح کردی ہوتی۔ پھر بھی اس الزام کا کچھ حصہ مجھے ملنا چاہئے کیونکہ اگر جلدی سے سیٹ بیلٹ باندھ کر میں سو نہ گیا ہوتا تو میں نے خود جہاز کے کپتان کی زبانی فلائیٹ کے بارہ میں اعلان سن لیا ہوتا۔

جہاز کے کپتان نے بڑی لجاجت سے اپنی غلطی پر مجھ سے معذرت کی اور مجھے یقین دلایا کہ ایئرلائنز نے اس غلطی کی ذمہ داری قبول کرلی ہے۔ ہم لندن "گیٹ وک" پر تقریباً صبح ساڑھے چھ بجے اترے۔ مجھے ایئرلائنز کے عملہ نے خوش آمدید کہا اور سیکورٹی کی معمول کی چیکنگ کے بعد ایئرلائنز کے ایک سینئر افسر سے ملنے کو کہا۔ ایئرلائنز کے افسران نے مجھ سے معذرت کی اور بتایا کہ تین گھنٹے بعد لاس اینجلس کی براہ راست پرواز جا رہی ہے اگر میں پسند کروں تو اس کے ذریعہ جاسکتا ہوں۔ میں بڑی شدت سے لاس اینجلس پہنچنے کا خواہشمند تھا کیونکہ مجھے واشنگٹن ڈی۔سی میں مجلس خدام الاحمدیہ کے اجتماع میں شامل ہونا تھا۔ چنانچہ میں نے یہ پیشکش قبول کرلی۔

مجھے نیا ٹکٹ دیا گیا اور اکانومی کلاس کی بجائے جس پر میں پہلے سفر کر رہا تھا اب مجھے فرسٹ کلاس کا ٹکٹ دیا گیا۔ ایئرپورٹ پر فرسٹ کلاس رہائش دی گئی۔ نے غسل اور لباس تبدیل کرنے اور ناشتہ کے بعد لاس اینجلس میں اپنے میزبان دوست سے ٹیلیفون پر بات کی اور اسے رونما ہونے والے واقعات سے آگاہ کیا اور اسے یقین دلایا کہ میں اگلی پرواز سے آ رہا ہوں جو صبح ۱۰ بجے روانہ ہوگی۔

مانچسٹر میں چیکنگ کے بعد میرے دو چھوٹے بیگ لاس اینجلس کے لئے بک کئے گئے تھے جبکہ میں ایک غلط جہاز پر سوار ہوگیا تھا۔ پھر بھی میرے بکس زیادہ عقلمند ثابت ہوئے کہ وہ میرا انتظار کرنے کے لئے سیدھے لاس اینجلس پہنچ گئے۔ میں اپنے سامان کے بارے میں فکرمند تھا کہ میرا سامان لاس اینجلس میں بغیر حفاظت اور نگرانی کے چھوڑ دیا جائے گا۔ ہو سکتا ہے وہ کہیں گم ہو جائے یا ادھر ادھر ہو جائے۔

محاورہ ہے کہ "سانپ کا ڈسا لکیر سے بھی ڈرتا ہے"۔ چنانچہ جب ہم لاس اینجلس کے لئے جہاز میں سوار ہونے کے لئے گئے تو میں نے دو افسران سے تصدیق کروائی کہ واقعی یہ جہاز لاس اینجلس جا رہا ہے اور پھر میں نے بڑی توجہ سے فلائیٹ کپتان کا فلائیٹ کے بارہ میں اعلان سننے سے اس بات کی تصدیق کی۔

لاس اینجلس کی پرواز نے ۹ گھنٹے سے کم وقت میں یہ فاصلہ طے کیا۔ جب میں نے نیچے لاس اینجلس پر نگاہ ڈالی تو مجھے یقین دلایا گیا کہ اس بار مجھے شکاگو یا ULAN BATOR نہیں بھجوایا جا رہا۔

(اس مضمون کا انگریزی سے اردو ترجمہ قریشی داؤد احمد ساجد نمائندہ الفضل گھانا نے کیا۔)

عکس نما

(پروفیسر محمد ارشد چوہدری)

جناب خرم مراد یکے از رہنمایان جماعت اسلامی اور مدیر رسالہ "ترجمان القرآن" اس رسالہ کی اکتوبر کی اشاعت میں حکمت مودودی کے مستقل عنوان کے تحت لکھتے ہیں:

"نظام انسانیت، جو شخصی، قومی، نسلی اور طبقاتی خود غرضیوں کی بجائے تمام انسانوں کے مساوی مرتبے اور مساوی حقوق پر مبنی ہو۔ جس میں بے جا امتیازات نہ ہوں۔ جس میں بعض کے لئے مخصوص حقوق اور بعض کے لئے بناوٹی پابندیاں اور رکاوٹیں نہ ہوں۔ جس میں سب کو یکساں پھلنے پھولنے کا موقع ملے۔ جس میں اتنی وسعت ہو کہ روئے زمین کے سارے انسان اس میں برابری کے ساتھ شریک ہوسکتے ہوں"۔

(ترجمان القرآن، اکتوبر ۱۹۹۵ء)

اگر خرم مراد صاحب اسی حکمت مودودیہ اور اسی نظام انسانیت پر یقین رکھتے ہیں تو کیا وہ یہ بتا سکتے ہیں کہ تمام انسانوں کے دائرے میں احمدی بھی شامل ہیں یا نہیں۔ کیا وہ اسی ترجمان القرآن میں یہ اعلان شائع کر سکتے ہیں کہ میں خرم مراد تمام انسانوں کو بشمول احمدیوں کے، حکمت مودودی کے اس نظام انسانیت میں مساوی المرتبہ اور مساوی الحقوق سمجھتا ہوں۔ میں خود غرضیوں، احمدیوں کے خلاف بے جا امتیازات، بناوٹی پابندیوں اور رکاوٹوں کا مخالف ہوں۔ میں تمام انسانوں کو بشمول احمدیوں کے یکساں پھلنا پھولنا دیکھنا چاہتا ہوں۔ حکمت مودودی کے اس نظام انسانیت میں اتنی وسعت ہے کہ روئے زمین کے سارے انسان بشمول احمدیوں کے اس میں برابری کے ساتھ شریک ہو سکتے ہیں۔

لیکن خرم مراد صاحب بھی جانتے ہیں اور ہم بھی کہ وہ یہ کام ہرگز نہیں کریں گے کیونکہ ان کے اور حکمت مودودی کے نظام انسانیت میں مساوی مرتبوں، مساوی حقوق یکساں پھلنے پھلنے کے مواقع اور سارے انسانوں میں برابری کے تصورات ہرگز شامل نہیں ہیں۔ بلکہ اس مبینہ حکمت مودودی کے برعکس وہ خود غرضیوں، بے جا امتیازات، بناوٹی پابندیوں اور رکاوٹوں اور انسانوں میں نابرابری کے علم بردار ہیں اور مودودی کے نظام انسانیت میں وسعت نام کی کوئی شے نہیں ہے۔

ہمیں یقین ہے کہ وہ خود اپنے ہی اسلامی مجاہدین کے ہاتھوں جام شہادت نوش فرمانے کے خوف سے یہ اعلان نہیں کر سکتے کہ حکمت مودودی کے، روئے زمین کے سارے انسانوں میں احمدی بھی بالضرور شامل ہیں۔ لیکن بفرض محال اگر وہ اپنے ہی مجاہدوں کے ہاتھوں جام شہادت نوش فرمانے کے متمنی ہیں تو بصد شوق یہ اعلان فرمائیں کہ ہم نے جو کچھ لکھا ہے ہم اس پر یقین بھی رکھتے ہیں۔

کتابیں پڑھنے کے بعد لائبریری کو بھیج دیں

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

"افراد سے میں یہ کہوں گا کہ آپ اپنی زندگی میں (اور آپ سے میری مراد وہ دوست ہیں جنہیں علم کا شوق ہے اور کتابیں خریدتے ہیں) بہت سی کتب ایسی بھی خریدتے ہیں کہ جب پڑھ لیتے ہیں تو ان میں آپ کو کوئی دلچسپی باقی نہیں رہتی۔ پس ایسے دوستوں کو سوچنا چاہئے کہ ایسی کتاب میں ایک ہزار دوسرے آدمیوں کو دلچسپی ہوسکتی ہے۔ اس واسطے وہ ایسی کتب (خلافت) لائبریری میں بھیج دیں۔ ان کا اپنا شوق تو پورا ہوگیا............

اگر ہماری ساری جماعت اس طرف توجہ کرے اور ساری جماعت سے مراد پاکستان کی جماعت نہیں بلکہ ساری دنیا کی جماعتیں مراد ہیں جن میں کروڑ ڈیڑھ کروڑ سے بھی شاید زیادہ افراد ہوں۔ پس اگر دوست توجہ کریں تو ہمیں سال میں ایک لاکھ کتابیں آسانی سے مل سکتی ہیں۔ (روزنامہ الفضل ۲ مئی ۱۹۹۱ء)

(مرسلہ: صدر خلافت لائبریری کمیٹی ربوہ)

ہومیو پیتھی کلاس نمبر (۵۴)

گریفائٹس اور سورائینم کے مختلف خواص کا تذکرہ

مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ کے پروگرام "ملاقات" میں ۲۰ دسمبر ۱۹۹۴ء کو
سیدنا حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے
بیان فرمودہ ارشادات کا خلاصہ

(یہ خلاصہ ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

(لندن ۲۰ دسمبر ۱۹۹۴ء) سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ کے پروگرام "ملاقات" میں آج ہومیو پیتھی کی کلاس میں ہومیو پیتھک ادویات گریفائٹس اور سورائینم کے مختلف خواص کا تذکرہ فرمایا۔

گریفائٹس GRAPHITES دماغ میں شام کے وقت خاص طور پر گرم کمرے میں خون کا دوران دماغ کی طرف زیادہ ہو جائے تو گریفائٹس کے مریض کو اس سے زیادہ تکلیف ہوتی ہے۔ اکثر سردرد یکطرفہ ہوتا ہے۔ یعنی سر کے ایک طرف۔ زیادہ امکان یہ ہے کہ صبح اٹھے تو یکطرفہ سردرد ہو رہی ہو۔ گریفائٹس کے علاوہ جیل سیمیئم بھی اس کی اچھی دوا ہے۔ اگر سونے کا وقت بدل جائے مثلاً یہ کہ رات ۹ بجے کی بجائے ایک بجے سوئے۔ اور صبح جلدی اٹھنے کی عادت ہو اور بہت دیر سے اٹھے تب بھی۔ وقت کی تبدیلی سے جو سردرد ہوتا ہے وہ گریفائٹس کے استعمال سے آناً فاناً دور ہو جاتا ہے۔

حضرت صاحب نے فرمایا اس کو میں نے صبح کے درد میں استعمال نہیں کیا لیکن کتابوں میں لکھا ہے کہ فائدہ ہوتا ہے۔

سانپوں کے کاٹے میں فوٹو فوبیا ہو تو کوئی دوا گریفائٹس سے زیادہ موثر نہیں۔

گریفائٹس میں فوٹو فوبیا بہت ہوتا ہے۔ اس کا سردرد فوٹو فوبیا سے پہچانا جاتا ہے۔ یعنی ذرا سی روشنی سے سردرد کا بڑھ جانا۔ یہ درد اکثر ایک طرف بائیں یا دائیں ہوتا ہے۔ گدی میں بھی ہوتا ہے۔ روشنی سے سردرد نمایاں بھڑکتی ہے۔

گریفائٹس کا ایگزیما جسم کے مختلف حصوں پر یعنی کان کے پیچھے، سر کے اوپر، آنکھوں پر بھی ہوتا ہے اور کوئی دوا کام نہیں آتی۔ پلکوں کے اوپر ٹیومر بن جاتے ہیں۔ اوپر کا پردہ سخت Thick ہو کر بال جھڑنے لگتے ہیں۔ آنکھوں کا ایگزیما بہت تکلیف دہ ہوتا ہے۔

کان کے اخراجات اگر پرانے ہوں تو سریش کی سی چپچپاہٹ والا مادہ نکلتا ہے اس میں خاص بات یہ ہے کہ ہلکا سا خون ملا ہوتا ہے۔ روئی ڈال کر دیکھیں تو پتہ لگ جاتا ہے۔ اس میں بدبو بھی بہت ہے۔ تمام کاربنز میں بدبو بہت ہے۔

گریفائٹس اسی حد تک شفا دیتی ہے جس حد تک Nerves زندہ ہوں۔ اگر Nerves مر جائیں تو کوئی علاج نہیں۔

اس میں بعض دفعہ ڈکارنے سے آرام آتا ہے۔ بعض دفعہ نہیں آتا۔ یا کچھ عرصہ ڈکار سے ریلیف ملتا ہے۔ اس میں کاربوویج اور گریفائٹس دونوں ہم مزاج ہیں۔

اگر جگر سخت ہو اور پھولا ہوا ہو تو عام ہومیوپیتھک ڈاکٹر کو تو پتہ ہی نہیں چلتا۔ جگر کے مقام پر ہاتھ لگا کر دیکھیں تو سختی سی محسوس ہوگی اس میں گریفائٹس بہت موثر ہے۔ یہ اینٹی کینسرس بھی ہے۔

حضرت صاحب نے فرمایا بعض دفعہ مجھے ملنے والے ملاقاتی آئے اور معانقہ کیا تو پیٹ مجھے سخت لگا۔ میں نے اندازہ کر لیا کہ جگر سخت ہے۔ ان کو میں نے دوا دی۔

پیٹ میں کینسر کے لئے میں نے ایسے بعض مریضوں کو جو نسخہ دیا وہ یہ ہے۔

برائیونیا ۲۰۰
سلفر ۳۰
اور کارڈس

پیٹ کی ہواؤں میں بدبو۔ سب کاربنز میں بدبو ہے۔ چائنا میں ہوا ہے لیکن بدبو نہیں ہوتی۔ بعض دفعہ پیٹ کی ہوا گلینڈز کی خشکی سے ہوتی ہے اس میں تعفن نہیں ہوتا۔ بعض ورمز Worms کے بیکٹریا سے ہوتی ہے ان میں بدبو ہوتی ہے۔ اس دوا کا اسی سے تعلق ہے۔

بواسیر کے موہکے جسمیں قبض بھی ہوگی۔ اس کی قبض میں بہت بڑا سٹول ہوتا ہے۔ مقعد کے نچلے حصے میں جمع ہوتا ہے۔ انتڑیوں میں نہیں۔ وہاں یہ پانی چوستا ہے اور خشک ہو تا جاتا ہے۔

اس کے سٹول کا برائیونیا سے مقابلہ یہ ہے کہ اس کی گٹھلیاں اس طرح ہوتی ہیں جیسے بکری کا سٹول ہو۔ اس وجہ سے پاخانہ کرتے ہوئے بہت تکلیف ہوتی ہے برائیونیا میں بھی یہی ہے مگر فرق یہ ہے کہ برائیونیا کا سٹول انتڑیوں میں رکا رہتا ہے۔ اس لئے بڑا سائز نہیں بنتا اور آخری حصے میں نرمی بھی ہوتی ہے جبکہ گریفائٹس کے سٹول میں نرمی نہیں ہوتی۔ گریفائٹس کے سٹول میں تکلیف سے اخراج کی وجہ سے موہکے بھی بن جاتے ہیں اور بلیڈنگ و خون کا اخراج بھی ہوتا ہے۔

قبض کی دواؤں کا ذکر کرتے ہوئے حضرت صاحب نے فرمایا اس میں اوپیم اور وریٹرم البم ہے۔ وریٹرم البم جتنا اسہال میں نمایاں ہے اتنا ہی قبض میں نمایاں ہے۔ یہ سلیشیا میں بھی ہے اور گریفائٹس میں بھی۔ گریفائٹس کی قبض کی پہچان یہ ہے کہ قبض میں ضد ہو۔ وریٹرم البم اس وقت دیں جب ساری دوائیاں ناکام ہو جائیں سلیشیا کی قبض میں بچہ بیٹھا زور لگاتا رہتا ہے۔ اسے احساس ہوتا ہے کہ کچھ ہے۔ سلیشیا کے بارے میں فرمایا میرا اندازہ یہ ہے کہ یہ اس قبض میں مفید ہے جب ساری انتڑیوں میں چھوٹی چھوٹی گٹھلیاں بن جائیں اور جسم کو کسی بیرونی جسم کا احساس ہو۔ تب سلیشیا کام کرتی ہے۔ کیونکہ سلیشیا کا عمل Foreign Body کے خلاف ہوتا ہے۔ وریٹرم البم میں انتڑیوں کی عام خشکی کے نتیجے میں قبض ہوتی ہے۔ یہ جب بڑھ جائے اور انتڑیوں میں کریکس پڑ جائیں تو خون بھی جاری ہو جاتا ہے۔ تب جسم کا الٹا رد عمل ہوتا ہے۔ اور بہت پانی والے اسہال جاری ہو جاتے ہیں۔

حضرت صاحب نے قبض کی تعریف یہ بتائی کہ روزانہ اگرچہ بیس گھنٹے میں ایک دفعہ اجابت نہ ہونے کا مطلب قبض ہے۔ لیکن اگر دو دن کے بعد اجابت ہو اور نرم ہو تو اس کا علاج پلسٹیلا ہے۔

سلیشیا کی قبض میں معدے اور انتڑیوں میں چھوٹی پوٹنسی زیادہ موثر ہے۔ تاہم زیادہ گہری بیماریوں میں اونچی پوٹنسی مفید ہے۔

حضرت صاحب نے فرمایا تجربے سے پوٹنسی کی سمجھ آتی ہے۔ معدے اور انتڑیوں میں ۳۰ سے ۲۰۰ دی جائے اور اگر یہ ناکام رہے اور علامتیں اصرار کر رہی ہوں کہ یہی دوا ہے تو پھر اس کی اونچی طاقت میں دی جائے۔

گریفائٹس کی علامت حاجت کے وقت سخت درد ہوتا ہے۔ کیونکہ اندر تک سوکھا ہوتا ہے۔ اس کی ایک علامت یہ ہے کہ پیشاب بہنے لگتا ہے۔ لگتا ہے خود بخود بہہ رہا ہے۔ کمزوری سے بہتا ہے اس میں گریفائٹس فائدہ مند ہے۔

پیشاب ذرا سا بھی کھڑا ہو تو اس کے اوپر ایک جھلی سی بن جاتی ہے۔ سخت بدبو ہوتی ہے۔ یہ گریفائٹس کی علامت ہے۔

سروائیکل Survical کینسر آجکل بہت عام ہے۔ برتھ کنٹرول کے بعض طریقوں سے بھی یہ کینسر ہو جاتا ہے جو بھی فطرت کے خلاف کارروائیاں ہیں ان کا اثر ضرور ہوتا ہے۔ اس لئے احتیاط بھی کرنی چاہئے۔

سروائیکل کینسر کی دوا کاربو اینی میلس ہے۔ سروائیکل کینسر میں جہاں اور دوائیں ناکام ہو جائیں وہاں یہ بہت مفید ہے۔ اس کے مینسز لیٹ اور کم ہوتے ہیں۔ مختصر وقت کے لئے ہوتے ہیں۔

زیادہ مینسز اندر ٹیومر کی وجہ سے بھی ہوتے ہیں۔ حضرت صاحب نے فرمایا اس میں میرا تجربہ ہے کلکیریا کارب، فاسفورس، میوریکس، سبائنا ملا کر دی جائے۔ یا سبائنا کی جگہ فاسفورس بھی کام دیتی ہے۔ عموماً یہ نسخہ کام آتا ہے۔ بلیڈنگ کو جلد کنٹرول کر لیتا ہے۔ گٹھلیاں بھی ختم کرتا ہے اور دیگر صورتوں میں گٹھلیاں بغیر آپریشن کے دور ہو جاتی ہیں۔

حضرت صاحب نے فرمایا ہومیو پیتھی جب کام کرے تو بڑی بڑی مصیبتوں سے بچا لیتی ہے۔ بے وجہ کے بھاری اخراجات بھی بچ جاتے ہیں۔

گلے کا بھاری ہونا Hoarseness of Larynx اس کی علامت کاربوویج سے ملتی جلتی ہے۔ لیکن بعض باتوں میں تعجب ہوتا ہے کہ علامات بالکل الگ ہیں۔ کاربوویج میں قبض بالکل نہیں ہوتی۔ اس میں کھلے کھلے اسہال ہیں۔ گریفائٹس میں کبھی اسہال نہیں ہوتے اس میں قبض ہے۔

ہاتھوں انگلیوں میں سورائسس ہو تو گریفائٹس اچھی دوا ہے۔

حضرت صاحب نے ایک کیس کا ذکر فرمایا جس میں ناخن کالے ہو کر جھڑ جاتے تھے۔ بہت تکلیف دہ بیماری تھی۔ اس میں سورائینم دی لیکن پورا فائدہ نہ ہوا۔ گریفائٹس دی تو اس نے بہت فائدہ پہنچایا۔ ناخنوں کا کالا ہو کر جھڑ جانا پھر نیا اگنا۔ پھر وہ بھی جھڑ جانا۔ اس میں گریفائٹس بہت مفید ہے۔

سورائینم (PSORINUM) یہ گریفائٹس سے ملتی جلتی ہے۔ بہت گہری دوا ہے۔ اس کو عموماً سلفر سے ملاتے ہیں۔ جہاں سلفر ناکام ہو وہاں سورائینم کام نہیں کرتی۔ سب بیماریاں جن میں سلفر کام کرتی ہے اگر مریض ٹھنڈا ہو تو سورائینم کام آتی ہے۔ اس کے اخراجات بدبودار جسم گندہ اور جلدی امراض کا رجحان ہے۔ اس کی جلدی امراض میوکس میمبرین سے ادلتی بدلتی رہتی ہیں۔ اس میں سلفر اور سورائینم چوٹی کی دوا ہے۔

سلفر کو ٹھنڈی سورائینم اور سورائینم کو ٹھنڈی سلفر کہتے ہیں لیکن یہ اتنی بھی مشابہ نہیں کہ ایک کا مطالعہ کرنے کے بعد دوسری کا مطالعہ نہ کیا جائے۔

جانوروں کے سینگوں کا کینسر بعض جگہ مثلاً جانوروں کے سینگوں کی جڑ کے کینسر میں جہاں جانور چند دن میں مر جاتا ہے اور کوئی دوا کارگر نہیں ہوتی میں نے سورائینم ۱۰۰۰ دے کر دیکھی ہے۔ کئی کیسوں میں شفا ہو گئی۔ اس کینسر میں سلفر کوئی اثر نہیں کرتی۔

مشترکہ علامات: سلفر میں نہانے سے تکلیف بڑھتی ہے سورائینم میں بھی یہی بات ہے۔ حضرت صاحب نے فرمایا میں تو عموماً یہ دونوں ادویہ الگ الگ دیتا ہوں ایک دفعہ ایک مریض نے اکٹھی کھا لیں۔ ضدی سورائسس بالکل ٹھیک ہو گیا۔

حضرت صاحب نے فرمایا پھر میں نے ایک دو اور کیسوں میں یہ اکٹھی دے کر دیکھیں مگر خاص فرق نہ پڑا۔ بعض وقت ایک دوا عمل کرتی ہے۔ دوسری کوئی اثر نہیں کرتی۔ بعض اوقات اکٹھی دینے سے دوائیاں لڑ بھی پڑتی ہیں۔ الٹ پلٹ علامات ظاہر ہونے لگتی ہیں۔

سلفر میں بستر میں لیٹنے کے بعد خارش ہے۔ مریض لحاف نہیں لینا چاہتا۔ سورائینم میں لحاف لینا چاہتا ہے۔ سخت سردی میں۔ لیکن جسم ذرا سا گرم ہوا تو خارش شروع ہو گئی۔

سورائینم میں ایک بہت نمایاں علامت جوان لڑکی یا لڑکے کے سر میں سفید لٹیں سر میں ظاہر ہوتی ہیں۔ اگر اس کا کوئی علاج نہ کریں تو سارا سر سفید ہو جاتا ہے۔ اس میں سورائینم سے زیادہ موثر اور کوئی دوا نہیں۔ ہفتہ میں ایک بار دینے سے نئے سیاہ بال آنے لگتے ہیں۔

حضرت صاحب نے فرمایا لیکن میں نے یہ تجربہ نہیں کیا کہ عام زندگی میں جو سیاہ بال سفید ہونے لگتے ہیں ان میں بھی یہ موثر ہے یا نہیں۔

مسائل رمضان

روزہ کس پر فرض ہے

(عبدالماجد طاہر)

رمضان کے روزے ہر بالغ، عاقل، تندرست، مقیم (یعنی حالت سفر میں نہ ہو) مسلمان مرد اور عورت پر فرض ہیں۔ مسافر اور بیمار کی یہ رعایت ہے کہ وہ دوسرے ایام میں ان روزوں کو پورا کر لیں۔ جو اس ماہ میں ان سے رہ گئے ہیں۔ مستقل بیمار جنہیں صحت یاب ہونے کی کبھی امید نہ ہو یا ایسے کمزور و ناتواں ضعیف جنہیں بعد میں بھی روزہ رکھنے کی طاقت نہ ملے۔ اسی طرح ایسی مرضعہ (دودھ پلانے والی) اور حاملہ جو تسلسل کے ساتھ ان عوارض سے دوچار رہتی ہے۔ ایسے معذور حسب توفیق روزوں کے بدلہ میں فدیہ ادا کریں۔ (فدیہ کا ذکر الگ عنوان کے تحت آگے آئے گا)۔

روزہ رکھنے کی عمر

حضرت خلیفة المسیح الثانی رضی اللہ عنہ روزہ رکھنے کی عمر کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:-

"کئی ہیں جو چھوٹے بچوں سے بھی روزے رکھواتے ہیں۔ حالانکہ ہر ایک فرض اور حکم کے لئے الگ الگ حدیں اور الگ الگ وقت ہوتا ہے۔ ہمارے نزدیک بعض احکام کا زمانہ چار سال کی عمر سے شروع ہو جاتا ہے۔ اور بعض احکام ایسے ہیں جن کا زمانہ سات سال سے بارہ سال تک ہے اور بعض ایسے ہیں جن کا زمانہ ۱۵ یا ۱۸ سال کی عمر سے شروع ہوتا ہے۔ میرے نزدیک روزوں کا حکم ۱۵ سے ۱۸ سال تک کی عمر کے بچے پر عائد ہوتا ہے اور یہی بلوغت کی حد ہے۔

۱۵ سال کی عمر سے روزہ رکھنے کی عادت ڈالنی چاہئے۔ اور ۱۸ سال کی عمر میں روزے فرض سمجھنے چاہئیں۔ مجھے یاد ہے جب ہم چھوٹے تھے ہمیں بھی روزہ رکھنے کا شوق ہوتا تھا مگر حضرت مسیح موعود علیہ السلام ہمیں روزہ نہیں رکھنے دیتے تھے اور بجائے اس کے ہمیں روزہ رکھنے کے متعلق کسی قسم کی تحریک کرنا پسند کریں ہمیشہ ہم پر رعب ڈالتے تھے تو بچوں کی صحت کو قائم رکھنے اور ان کی قوت بڑھانے کے لئے روزہ رکھنے سے انہیں روکنا چاہئے۔ اس کے بعد جب ان کا وہ زمانہ آ جائے جب وہ اپنی قوت کو پہنچ جائیں جو ۱۵ سال کی عمر کا زمانہ ہے تو پھر ان سے روزے رکھوائے جائیں اور وہ بھی آہستگی کے ساتھ۔ پہلے سال جتنے رکھیں دوسرے سال ان سے کچھ زیادہ اور تیسرے سال اس سے زیادہ رکھوائے جائیں۔ اس طرح بتدریج ان کو روزوں کا عادی بنایا جائے"۔

(الفضل ۱۱ اپریل ۱۹۲۵ء)

بیمار اور مسافر روزہ نہ رکھیں

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے کہ:

فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَرِيْضًا اَوْ عَلٰى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ اَيَّامٍ اُخَرَ ؕ وَعَلَى الَّذِيْنَ يُطِيْقُوْنَهٗ فِدْيَةٌ طَعَامُ مِسْكِيْنٍ ؕ

(البقرہ ۱۸۵)

تم میں سے جو شخص مریض ہو یا سفر میں ہو تو اسے اور دنوں میں تعداد پوری کرنی ہوگی اور ان لوگوں پر جو اس یعنی روزہ کی طاقت نہ رکھتے ہوں بطور فدیہ ایک مسکین کا کھانا دینا بشرط استطاعت واجب ہے۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام سے دریافت کیا گیا کہ سفر کے لئے روزہ رکھنے کا کیا حکم ہے؟ تو اس پر آپؑ نے فرمایا کہ "قرآن کریم سے تو یہی معلوم ہوتا ہے کہ:

فمن کان منکم مریضا او علیٰ سفر فعدة من ایام اخر یعنی مریض اور مسافر روزہ نہ رکھے۔ اس میں امر ہے، یہ اللہ تعالیٰ نے نہیں فرمایا کہ جس کو اختیار ہو نہ رکھے۔ میرے خیال میں مسافر کو روزہ نہ رکھنا چاہئے۔ اور چونکہ عام طور پر اکثر لوگ رکھ لیتے ہیں اس لئے اگر کوئی تعامل سمجھ کر رکھ لے تو کوئی حرج نہیں مگر "عدة من ایام اخر" کا پھر بھی لحاظ رکھنا چاہئے۔ سفر میں تکالیف اٹھا کر جو انسان روزہ رکھتا ہے تو گویا اپنے زور بازو سے اللہ تعالیٰ کو راضی کرنا چاہتا ہے۔ اس کو اطاعت امر سے خوش نہیں کرنا چاہتا، یہ غلطی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی اطاعت امر اور نہی میں سچا ایمان ہے"۔ (الحکم ۲۶ جنوری ۱۸۹۹ء)

آپ نے ایک اور موقعہ پر فرمایا:

"اگر ریل کا سفر ہو، کوئی تکلیف کسی قسم کی نہ ہو تو رکھ لے ورنہ خدا تعالیٰ کی رخصت سے فائدہ اٹھائے"۔ (الحکم ۲۴ دسمبر ۱۹۰۰)

پھر ایک اور موقع پر حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰة والسلام فرماتے ہیں:

"جو شخص مریض اور مسافر ہونے کی حالت میں ماہ صیام میں روزہ رکھتا ہے وہ خدا تعالیٰ کے صریح حکم کی نافرمانی کرتا ہے۔ خدا تعالیٰ نے صاف فرما دیا ہے کہ بیمار اور مسافر روزہ نہ رکھے۔ مرض سے صحت پانے اور سفر کے ختم ہونے کے بعد روزے رکھے۔ خدا کے اس حکم پر عمل کرنا چاہئے کیونکہ نجات فضل سے ہے اور اپنے اعمال کا زور دکھا کر کوئی شخص نجات حاصل نہیں کر سکتا۔ خدا تعالیٰ نے یہ نہیں فرمایا کہ مرض تھوڑی ہو یا بہت اور سفر چھوٹا ہو یا لمبا بلکہ حکم عام ہے اور اس پر عمل کرنا چاہئے۔ مریض اور مسافر اگر روزہ رکھیں گے تو ان پر حکم عدولی کا فتویٰ لازم آئے گا"۔

(البدر ۱۷ اکتوبر ۱۹۰۷ء)

بعض بیماریاں ایسی بھی ہوتی ہیں جن میں انسان اپنے سارے کام کرتا پھرتا ہے۔ ایسا شخص بیمار نہیں سمجھا جاتا۔ اسی طرح اس شخص کا سفر بھی جو ملازم ہونے کی وجہ سے سفر کرتا ہے سفر نہیں گنا جا سکتا۔ اس کا سفر تو ملازمت کا حصہ ہے۔ اسی طرح بعض ایسی بیماریاں ہوتی ہیں جن میں انسان سارے کام کرتا رہتا ہے۔ فوجیوں میں بھی ایسے ہوتے ہیں جو ان بیماریوں میں مبتلا ہوتے ہیں مگر وہ سارے کام کرتے رہتے ہیں۔ چند دن پیچش ہو جاتی ہے مگر اس وجہ سے وہ ہمیشہ کے لئے کام کرنا چھوڑ نہیں دیتے۔ پس اگر دوسرے کاموں کے لئے وقت نکل آتا ہے تو کیا وجہ ہے کہ ایسا مریض روزے نہ رکھ سکے۔ اس قسم کے بہانے محض اس وجہ سے ہوتے ہیں کہ ایسے لوگ دراصل روزہ رکھنے کے خلاف ہوتے ہیں۔ بے شک یہ قرآنی حکم ہے کہ سفر کی حالت میں اور اسی طرح بیماری کی حالت میں روزے نہیں رکھنے چاہئیں۔ اور ہم اس پر زور دیتے ہیں تا قرآنی حکم کی ہتک نہ ہو مگر اس بہانہ سے فائدہ اٹھا کر جو لوگ روزہ رکھ سکتے ہیں اور پھر وہ روزہ نہیں رکھتے یا ان سے کچھ روزے رہ گئے ہوں اور وہ کوشش کرتے تو انہیں پورا کر سکتے تھے لیکن ان کو پورا کرنے کی کوشش نہیں کرتے تو وہ ایسے ہی گنہگار ہیں جس طرح وہ گنہگار ہے جو بلا عذر رمضان کے روزے نہیں رکھتا۔ اس لئے ہر احمدی کو چاہئے کہ جتنے روزے اس نے غفلت یا کسی شرعی عذر کی وجہ سے نہیں رکھے وہ انہیں بعد میں پورا کرے"۔ (الفضل ۱۶ اگست ۱۹۴۸ء)

پس وہ تمام لوگ جن کی ڈیوٹی ہی سفر سے متعلق ہو جیسے ریلوے گارڈ، ڈرائیور، پائلٹ، سفری ایجنٹ اور روز مرہ اپنے کاموں کے سلسلہ میں سفر کرنے والے یہ سب مقیم کے حکم میں ہونگے اور رمضان کے روزے رکھیں گے۔

دائمی مریض اور مسافر

دائمی مریض اور مسافر کے بارہ میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰة والسلام سے سوال کیا گیا تو آپ نے فرمایا:

"جن بیماروں اور مسافروں کو امید نہیں کہ کبھی پھر روزہ رکھنے کا موقع مل سکے۔ مثلاً ایک ایک بوڑھا ضعیف انسان یا ایک کمزور حاملہ عورت جو دیکھتی ہے کہ بعد وضع حمل بسبب بچے کو دودھ پلانے کے وہ پھر مسدود ہو جائے گی اور سال پھر اسی طرح گزر جائے گا ایسے اشخاص کے واسطے جائز ہو سکتا ہے کہ وہ روزہ نہ رکھیں کیونکہ وہ روزہ رکھ ہی نہیں سکتے۔ اور فدیہ دیں۔ فدیہ صرف شیخ فانی یا اس جیسوں کے واسطے ہو سکتا ہے جو روزہ کی طاقت کبھی بھی نہیں رکھتے باقی اور کسی کے واسطے جائز نہیں کہ صرف فدیہ دے کر روزے کے رکھنے سے معذور سمجھا جا سکے۔ عوام کے واسطے جو صحت پا کر روزہ رکھنے کے قابل ہو جاتے ہیں صرف فدیہ کا خیال کرنا اباحت کا دروازہ کھولنا ہے۔ جس دین میں مجاہدات نہ ہوں وہ دین ہمارے نزدیک کچھ نہیں۔ اسی طرح خدا تعالیٰ کے بوجھوں کو سر پر سے ٹالنا سخت گناہ ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جو لوگ میری راہ میں مجاہدہ کرتے ہیں ان کو ہی ہدایت دی جائے گی"۔ (فتاویٰ احمدیہ صـ ۱۸۳)

روزہ رکھ کر سفر شروع کرنا

حضرت خلیفة المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

"سفر کے متعلق میرا عقیدہ اور خیال یہی ہے۔ ممکن ہے بعض فقہاء کو اس سے اختلاف ہو کہ جو سفر سحری کے بعد شروع ہو کر شام کو ختم ہو جائے وہ روزہ کے لحاظ سے سفر نہیں۔ سفر میں روزہ رکھنے سے شریعت روکتی ہے۔ مگر روزوں میں سفر کرنے سے نہیں روکتی۔ پس جو سفر روزہ رکھنے کے بعد سے شروع ہو کر افطاری سے پہلے ختم ہو جائے وہ روزہ کے لحاظ سے سفر نہیں، روزہ میں سفر ہے، سفر میں روزہ نہیں"۔ (الفضل ۲۵ ستمبر ۱۹۴۲ء)

سفر میں روزے کی چار صورتیں ہو سکتی ہیں:

(۱) اگر سفر جاری ہو یعنی پیدل یا سواری پر اور چلتا جا رہا ہو تو روزہ نہ رکھا جائے۔ کیونکہ اس صورت میں روزہ چھوڑنا ضروری ہے۔

(۲) اگر سفر کے دوران کسی جگہ رات کو ٹھہرنا ہے اور سہولت میسر ہے تو روزہ رکھا جا سکتا ہے۔ یعنی روزہ رکھنے اور نہ رکھنے دونوں کی اجازت ہے جبکہ دن بھر وہاں قیام ہے۔

(۳) سحری کھانے کے بعد گھر سے سفر شروع ہو اور افطاری سے پہلے پہلے سفر ختم ہو جائے یعنی گھر واپس آ جانے کا ظن غالب ہو تو روزہ رکھنے اور نہ رکھنے دونوں کی اجازت ہے۔

(۴) اگر دوران سفر کسی جگہ پندرہ دن یا اس سے زیادہ ٹھہرنا ہے تو وہاں سحری کا انتظام کیا جائے اور روزہ رکھا جائے۔

سفر کی حد کیا ہے؟

اس بارہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا:

"میرا مذہب یہ ہے کہ انسان بہت دقتیں اپنے اوپر نہ ڈال لے۔ عرف میں جس کو سفر کہتے ہیں خواہ وہ دو تین کوس ہی ہو اس میں قصر و سفر کے مسائل پر عمل کرے۔ "انما الاعمال بالنیات" بعض دفعہ ہم دو دو تین تین میل اپنے دوستوں کے ساتھ سیر کرتے ہوئے چلے جاتے ہیں مگر کسی کے دل میں یہ خیال نہیں آتا کہ ہم سفر میں ہیں لیکن جب انسان اپنی گٹھڑی اٹھا کر سفر کی نیت سے چل پڑتا ہے تو وہ مسافر ہوتا ہے۔ شریعت کی بنا دقت پر نہیں ہے جس کو تم عرف میں سفر سمجھو وہی سفر ہے اور جیسا کہ خدا کے فرائض پر عمل کیا جاتا ہے ویسا ہی اس کی رخصتوں پر عمل کرنا چاہئے فرض بھی خدا کی طرف سے ہیں اور رخصت بھی خدا کی طرف سے"۔ (الحکم جلد ۵ مورخہ ۱۷ فروری ۱۹۰۱ء صـ ۱۳)

حضور علیہ السلام نے حضرت صاحبزادہ پیر سراج الحق صاحبؓ کے نام ایک خط میں فرمایا:

"من کان منکم مریضا او علیٰ سفر فعدة من ایام اخر" اگر تم مریض ہو یا کسی سفر قلیل یا کثیر پر ہو تو اسی قدر روزے اور دنوں میں رکھ لو۔ سو اللہ تعالیٰ نے سفر کی کوئی حد مقرر نہیں کی اور نہ احادیث نبوی میں حد پائی جاتی ہے۔ بلکہ محاورہ عام میں جس قدر مسافت کا نام سفر رکھتے ہیں وہی سفر ہے ایک منزل (سے) جو کم حرکت ہو اس کو سفر نہیں کہا جا سکتا"۔

(مکتوبات جلد پنجم نمبر ۵ صفحہ ۸۱)

[مکتوب بنام صاحبزادہ پیر سراج الحق صاحبؓ]

مزدور اور روزہ

بعض مزدور روزہ رکھنے میں تکلیف محسوس کرتے

ہیں کیا وہ اس عذر کی بناء پر روزہ ترک کر سکتے ہیں؟ روزہ رکھنے سے کسی کو تکلیف نہیں ہوتی۔ قرآن مجید نے اس عذر کا ذکر نہیں کیا اور نہ ہی احادیث میں اس کی تصریح آئی ہے، حالانکہ مزدور اس وقت بھی تھے۔ ہاں اگر کمزوری ہے اور روزہ ناقابل برداشت ہے تو یہ بیماری کے حکم میں ہے اور بیمار پر روزہ فرض نہیں۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں جب یہ سوال پیش کیا گیا کہ بعض اوقات رمضان ایسے موسم میں آتا ہے کہ کاشتکاروں سے جب کہ کام کی کثرت ہوتی ہے مثلاً تخم ریزی کرنا یا فصل کاٹنا ہے۔ اسی طرح مزدور جن کا گزارہ مزدوری پر ہے ان سب سے روزہ نہیں رکھا جاتا ان کی نسبت کیا ارشاد ہے۔

اس پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا:

"انما الاعمال بالنیات" یہ لوگ اپنی حالتوں کو مخفی رکھتے ہیں۔ ہر شخص تقویٰ وطہارت سے اپنی حالت سوچ لے اگر کوئی اپنی جگہ مزدور رکھ سکتا ہے تو ایسا کرے ورنہ مریض کے حکم میں ہے پھر جب یسر ہو رکھ لے"۔ (البدر ۲۶ ستمبر ۱۹۰۷ء)

حائضہ، مرضعہ اور حاملہ

حائضہ عورت روزہ نہیں رکھ سکتی۔ حائضہ کے بارہ میں حضرت عائشہؓ کی روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ہم حیض کے باعث روزے چھوڑتی تھیں تو ہمیں بعد میں وہ روزے پورے کرنے کا ارشاد ہوتا تھا۔

(ابن ماجہ، کتاب الصیام۔ باب ماجاء فی قضاء رمضان)

نفاس والی عورت کا بھی یہی حکم ہے کہ وہ روزہ نہیں رکھ سکتی۔ لیکن جب بعد میں یہ عذر دور ہو جائیں یعنی حائضہ حیض سے پاک ہو جائے اور نفاس کے دن ختم ہو جائیں تو چھوڑے ہوئے روزوں کی قضاء واجب ہوگی۔ اور یہ روزے انہیں رکھنے ہونگے۔

مرضعہ اور حاملہ کے متعلق حدیث میں آتا ہے:

"قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ وضع عن المسافر شطر الصلوٰۃ و عن الحامل والمرضع الصوم"۔

(ترمذی أبواب الصوم۔ باب ما جاء فی الرخصۃ فی الافطار للحبلی والمرضع)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مسافر سے آدھی نماز معاف کر دی ہے۔ اور حاملہ اور دودھ پلانے والی عورت کو روزہ سے رخصت دی ہے۔

حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں کہ:

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حاملہ عورت کو اور دودھ پلانے والی عورت کو روزہ سے رخصت دی ہے۔

(ابن ماجہ، کتاب الصیام، باب ماجاء فی الافطار للحامل والمرضع)

یعنی یہ دونوں اپنے عذر کے ختم ہونے کے بعد چھوڑے ہوئے روزے پورے کرلیں۔ اگر طاقت ہو تو فدیہ بھی دینا چاہئے جو اس بات کا کفارہ ہوگا کہ رمضان کی برکتوں والے مہینے میں وہ روزہ کی عبادت بجالانے سے محروم رہی ہیں۔ اگر فدیہ ادا کرنے کی طاقت نہیں تو روزے کافی ہیں۔

اگر کسی عورت کو ایسی حالت پیش آتی رہتی ہے کہ ایک وقت میں مرضعہ ہے اور دوسرے وقت میں حاملہ تو اس سے روزہ معاف ہے اور صرف فدیہ کافی ہے۔ اسی طرح شیخ فانی اور دائم المریض کے لئے بھی یہی حکم ہے کہ جس کے لئے آئندہ روزہ رکھنے کا امکان صحت کے لحاظ سے کوئی نہیں تو صرف فدیہ ہی ادا کر دے۔

طالب علم اور روزہ

طالب علم جو امتحان کی تیاری میں مصروف ہے اس کے لئے روزہ رکھنے کے بارہ میں یہ ہدایت ہے کہ روزہ رکھنے کی وجہ سے روزمرہ کی مصروفیات کو ترک کرنے کا ہمیں حکم نہیں دیا گیا اس لئے روزمرہ کے کام کی وجہ سے اگر ایک انسان کے لئے روزہ ناقابل برداشت ہے تو وہ مریض کے حکم میں ہے لیکن اس بارہ میں کلیۃً وہ اپنے اقدام کا خود ذمہ دار ہوگا اور اس سے اس کی نیت اور حالت کے مطابق اللہ تعالیٰ سلوک کرے گا گویا اپنے حالات کے بارہ میں فیصلہ دینے میں انسان آپ مفتی ہے۔

جو شخص روزہ رکھنے سے بیمار ہو جاتا ہے خواہ وہ پہلے بیمار نہ ہو اس کے لئے روزہ معاف ہے۔ اگر اس کی حالت ہمیشہ ایسی رہتی ہو تو کبھی اس پر روزہ واجب نہ ہوگا۔ اور اگر کسی موسم میں ایسی حالت ہو تو دوسرے وقت میں رکھ لے۔ ہاں تقویٰ سے کام لے کر خود سوچ لے کہ صرف عذر نہ ہو بلکہ حقیقی بیمار ہو۔

(الفضل ۲۲ مئی ۱۹۲۲ء)

بعض لوگ افراط یا تفریط کا شکار ہوتے ہیں۔ کئی تو بغیر کسی بیماری یا عذر شرعی کے روزہ چھوڑ دیتے ہیں اور کئی لوگ ہر بیمار، بوڑھے، بچے، حاملہ اور دودھ پلانے والی عورت سے، یہی امید رکھتے ہیں کہ وہ روزہ رکھے۔ یہ دونوں طریق درست نہیں کیونکہ ایک تو احکام شریعت میں جبر نہیں، دوسرے اس کی رخصتوں پر عمل کرنا بھی ضروری ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اسلام نے بعض احکام میں بعض شرائط مقرر کر دی ہیں۔ روزہ کے لئے بھی یہ شرط ہے کہ اگر انسان مریض ہو خواہ اسے مرض لاحق ہو چکا ہو یا ایسی حالت میں ہو جس میں روزہ رکھنا اسے یقینی طور پر بیمار کر دے یا بیماری میں اضافہ کا موجب ہو جیسے حاملہ ہے یا دودھ پلانے والی عورت ہے، یا ایسا بوڑھا شخص جس کے قویٰ مضمحل ہو چکے ہیں اور روزہ اسے زندگی کے باقی اشغال سے محروم کر دیتا ہے اسے روزہ نہیں رکھنا چاہئے۔ افراط و تفریط سے بچنا چاہئے۔ نہ تو معمولی عذر اور کمزوری اور ضعف ہو جانے کے بہانہ سے روزہ چھوڑنا چاہئے اور نہ ہی واقعی مجبوری اور حقیقی عذر میں روزہ رکھنا چاہئے۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس سلسلہ میں نہایت زریں ارشاد فرمایا ہے۔ آپؑ فرماتے ہیں:

"اگر خدا تعالیٰ چاہتا تو دوسری امتوں کی طرح اس امت میں کوئی قید نہ رکھتا مگر اس نے قیدیں بھلائی کے واسطے رکھی ہیں۔ میرے نزدیک اصل یہی ہے کہ جب انسان صدق اور کمال اخلاص سے باری تعالیٰ میں عرض کرتا ہے کہ اس مہینہ میں مجھے محروم نہ رکھ تو خدا تعالیٰ اسے محروم نہیں رکھتا اور ایسی حالت میں اگر انسان ماہ رمضان میں بیمار ہو جائے تو یہ بیماری اس کے حق میں رحمت ہوتی ہے کیونکہ ہر ایک عمل کا مدار نیت پر ہے۔ مومن کو چاہئے کہ وہ اپنے وجود سے اپنے آپ کو خدا تعالیٰ کی راہ میں دلاور ثابت کرے۔ جو شخص روزہ سے محروم رہتا ہے مگر اس کے دل میں یہ نیت درد دل سے تھی کہ کاش میں تندرست ہوتا اور روزہ رکھتا اور اس کا دل اس بات کے لئے گریاں ہے تو فرشتے اس کے لئے روزہ رکھیں گے۔ بشرطیکہ وہ بہانہ جو نہ ہو تو خدا تعالیٰ اسے ہرگز ثواب سے محروم نہ رکھے گا"۔ (فتاویٰ احمدیہ صـ ۱۷۵)

فدیہ

عام ہدایت یہ ہے کہ انسان روزے بھی رکھے اور اگر استطاعت ہو تو فدیہ بھی دے۔ روزوں کا رکھنا فرض ہوگا اور فدیہ کا ادا کرنا سنت اور اس بات کا شکرانہ کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے یہ عبادت کرنے کی توفیق بخشی ہے کیونکہ روزہ رکھ کر جو فدیہ دیتا ہے وہ زیادہ ثواب کا مستحق ہوتا ہے کیونکہ روزہ رکھنے کی توفیق پانے پر خدا تعالیٰ کا شکرانہ ادا کرتا ہے۔

رمضان کے روزوں کا فدیہ اس شخص کے لئے ضروری نہیں جو وقتی طور پر بیمار ہونے کی وجہ سے چند روزے چھوڑ دینے پر مجبور ہو گیا ہو۔ سوائے اس کے کہ وہ اس نیت سے فدیہ دے کہ اللہ تعالیٰ اسے بوجہ بیماری یا سفر چھوٹنے والے ان روزوں کی قضا کی توفیق بخشے اور رمضان کے ان روزوں کے اجر سے محروم نہ فرمائے جو بوجہ مجبوری اسے چھوڑنے پڑے۔

رمضان کے روزوں کا لازمی فدیہ صرف ایسے ذی استطاعت لوگوں کے لئے ہے جن کے متعلق یہ توقع نہ ہو کہ مستقبل قریب میں ان روزوں کی قضاء کر سکیں گے جیسے بوڑھا ضعیف جس کے قویٰ میں انحطاط شروع ہو چکا ہے یا کوئی دائم المریض ہے یا حاملہ اور مرضعہ (یعنی دودھ پلانے والی عورت) ہے۔ ایسے لوگوں کو اگر آسودگی حاصل ہو تو ہر روزہ کے عوض ایک آدمی کا دو وقت کا کھانا یا اس کے برابر رقم کسی کو دے دینی چاہئے۔

اگر روک عارضی ہو اور بعد میں وہ دور ہو جائے تو خواہ فدیہ دیا ہو یا نہ دیا ہو روزہ بہر حال رکھنا ہو گا کیونکہ فدیہ دے دینے سے روزہ اپنی ذات میں ساقط نہیں ہو جاتا بلکہ یہ تو محض اس بات کا بدلہ ہے کہ ان دنوں میں باقی مسلمانوں کے ساتھ مل کر اس عبادت کو ادا نہیں کر سکا۔

حضرت مسیح موعودؑ کی خدمت میں ایک شخص نے سوال کیا کہ میں نے آج سے پہلے کبھی روزہ نہیں رکھا، اس کا کیا فدیہ دوں۔ اس پر آپؑ نے فرمایا:

"خدا ہر شخص کو اس کی وسعت سے باہر دکھ نہیں دیتا۔ وسعت کے موافق گزشتہ کا فدیہ دے دو۔ آئندہ عہد کرو کہ سب روزے رکھوں گا"۔

(البدر جلد ۱ نمبر ۱۲، مورخہ ۱۶ جنوری ۱۹۰۳ء صـ ۹۱)

فدیہ کی مقدار

فدیہ کی مقدار کے متعلق اصولی ہدایت یہ ہے کہ "من اوسط ما تطعمون اھلیکم" (المائدہ: ۹۰)۔ جو تم بالعموم اوسطاً اپنے گھر والوں کو کھلاتے ہو۔ یعنی اپنے اوسط معیار کے موافق کھانا کھلانا چاہئے۔

حضرت امام ابو حنیفہؒ نے اس کا اندازہ گندم کے لحاظ سے نصف صاع یعنی قریباً پونے دو سیر بیان کیا ہے۔ یہ ایک فوت شدہ روزے کا فدیہ ہوگا۔ جو دو وقت کے کھانے کے لئے کفایت کرے گا۔

فدیہ کس کو ادا کیا جائے

یہ ضروری نہیں کہ فدیہ کسی ایسے غریب کو ہی دیا جائے جو روزہ رکھتا ہو۔ اصل مقصد مستحق نادار کو کھانا کھلانا ہے خواہ وہ روزہ رکھ سکتا ہو یا کسی عذر کی بناء پر نہ رکھ سکتا ہو۔ اسی طرح فدیہ اسی پر واجب ہے جو ادا کرنے کی استطاعت رکھتا ہو۔ ورنہ ایک غیر مستطیع کے لئے ندامت، توبہ، استغفار، دعا اور ذکر الٰہی کا ورد کفایت کرے گا۔ فدیہ کی رقم جماعتی انتظام کے تحت جمع کرانی چاہئے۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

"جن بیماروں اور مسافروں کو امید نہیں کہ کبھی پھر روزہ رکھنے کا موقع مل سکے مثلاً ایک بہت بوڑھا ضعیف انسان یا ایک کمزور حاملہ عورت جو دیکھتی ہے کہ بعد وضع حمل بسبب بچے کے دودھ پلانے کے وہ پھر معذور ہو جائے گی اور سال پھر اسی طرح گزر جائے گا۔ ایسے شخص کے واسطے جائز ہو سکتا ہے کہ وہ روزہ نہ رکھیں کیونکہ وہ روزہ رکھ ہی نہیں سکتے اور فدیہ دیں۔

فدیہ صرف شیخ فانی یا اس جیسوں کے واسطے ہو سکتا ہے جو روزہ کی طاقت کبھی بھی نہیں رکھتے۔ باقی اور کسی کے واسطے جائز نہیں کہ صرف فدیہ دے کر روزے کے رکھنے سے معذور سمجھا جا سکے۔ عوام کے واسطے جو صحت پا کر روزہ رکھنے کے قابل ہو جاتے ہیں صرف فدیہ کا خیال کرنا اباحت کا دروازہ کھولنا ہے"۔

(فتاویٰ احمدیہ صـ ۱۸۳)

فدیہ توفیق روزہ کا موجب ہے

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

"ایک بار میرے دل میں آیا کہ یہ فدیہ کس لئے مقرر ہے تو معلوم ہوا یہ اس لئے کہ اس سے روزہ کی توفیق ملتی ہے۔ خدا ہی کی ذات ہے جو توفیق عطا کرتی ہے اور ہر شی خدا ہی سے طلب کرنی چاہئے وہ قادر مطلق ہے۔ وہ اگر چاہے تو ایک مدقوق کو بھی طاقت روزہ عطا کر سکتا ہے۔ اس لئے مناسب ہے کہ ایسا انسان جو دیکھے کہ روزہ سے محروم رہا جاتا ہوں تو دعا کرے کہ الٰہی یہ تیرا مبارک مہینہ ہے میں اس سے محروم رہا جاتا ہوں اور کیا معلوم کہ آئندہ سال رہوں یا نہ رہوں یا ان فوت شدہ روزوں کو ادا کر سکوں یا نہ کر سکوں اس لئے اس سے توفیق طلب کرے۔ مجھے یقین ہے کہ ایسے قلب کو خدا طاقت بخشے گا"۔

(فتاویٰ احمدیہ صـ ۱۷۵)

اعتذار

الفضل کے گزشتہ شمارہ میں صفحہ ۱۳ کالم ۳ سطر ۲۴ سے کالم ۴ سطر ۳ تک پیسٹنگ کی غلطی سے مضمون خلط ملط ہوگیا ہے۔ ادارہ اس غلطی پر مضمون نگار اور قارئین سے معذرت خواہ ہے۔ (ادارہ)

الفضل ڈائجسٹ

(مرتبہ: محمود احمد ملک)

★★حضرت ڈاکٹر خلیفہ رشیدالدین صاحبؓ کا شجرہ نسب خلیفہ راشد سیدنا حضرت ابوبکر صدیقؓ سے جاملتا ہے۔ آپکے والد قاضی خلیفہ حمیدالدین صاحب انجمن حمایت اسلام کے بانی اور پہلے صدر تھے، وہ اورینٹل کالج کے پروفیسر اور مدرسہ حمیدیہ (بعد میں اسلامیہ کالج) کے سربراہ بھی رہے۔ گو مخالف احمدیت تو تھے لیکن باوجود دباؤ کے تکفیر پر آمادہ نہ ہوئے۔ حضرت ڈاکٹر صاحبؓ ۱۸۶۶ء میں پیدا ہوئے، حفظ قرآن اور ابتدائی تعلیم کے بعد کنگ ایڈورڈ میڈیکل کالج میں داخلہ لیا۔ ایام طالبعلمی میں ہی اپنے والد کی اجازت سے قبول احمدیت کی سعادت پائی۔ ۳۱۳ صحابہ میں آپکا نمبر ۱۶۱ ہے۔ حضرت مسیح موعودؑ نے آپکو اپنے بارہ حواریوں میں بھی شامل فرمایا۔ آپکی مالی قربانیاں اسقدر بڑھی ہوئی تھیں کہ حضورؑ نے آپکو تحریری سند دی کہ آپکو مزید قربانی کی ضرورت نہیں۔ قبول احمدیت کی پاداش میں آپکو آبائی جائیداد سے محروم ہونا پڑا۔ کئی مقامات پر بسلسلہ ملازمت طبی خدمات کی توفیق ملی جہاں آپکے حسن اخلاق کا نمایاں اثر نظر آتا تھا۔ نواب رامپور کے ہاں بھی ملازم رہے اور دینی غیرت کا عظیم نمونہ پیش کیا۔ سر دربار حق گوئی کو شیوہ اپنائے رکھا حتی کہ نواب صاحب کی دھمکی کو بھی خاطر میں نہ لائے صرف خدمت اقدسؑ میں دعا کے لئے عرض کردیا کرتے۔ چنانچہ دعاؤں کی بدولت جلد ہی نواب رامپور کو حکومت ہند نے دماغی مریض ثابت ہونے پر نااہل قرار دیکر معزول کردیا۔ آپؓ کے مختصر حالات و شمائل محترم خلیفہ صباح الدین احمد صاحب کے قلم سے ماہنامہ "انصاراللہ" اکتوبر ۹۵ء کی زینت ہیں۔

★★اسی شمارہ میں حضرت مولوی غلام نبی صاحب خوشابیؓ کی قبول حق کی داستان محترم ن۔ر۔ن صاحب کے قلم سے شائع ہوئی ہے۔ ۱۸۹۱ء میں حضرت مسیح موعودؑ کے قیام لدھیانہ کے دوران مولوی صاحب نے وہاں آکر حضورؑ کے خلاف وعظ کا سلسلہ شروع کیا۔ ایک روز اسی کوچہ سے جہاں حضور اقدسؑ قیام فرما تھے آپ معہ جم غفیر کے گزرنے لگے تو اتفاقاً حضورؑ سے آمنا سامنا ہوگیا۔ حضورؑ نے سلام کرکے مصافحہ کے لئے ہاتھ بڑھایا تو مولوی صاحب نے فوراً ہاتھ میں ہاتھ دے دیا اور ساتھ چلتے ہوئے مکان میں اندر آکر دوزانو ہوکر بیٹھ گئے۔ کچھ ہی دیر میں مولوی صاحب نے اپنی تسلی کرنے کے بعد بیعت کرلی اور جلوس کو کہلا بھیجا کہ میں نے حق پالیا ہے۔ جلوس نے کافر کافر کا شور بلند کیا اور گالیاں دیتے ہوئے منتشر ہوگئے۔ آپؓ نے خدمت اقدسؑ میں عرض کی کہ حدیث کے حکم کے مطابق میں آپؑ کو آنحضورؐ کا سلام پیش کرتا ہوں۔ اسکے بعد آپؓ نے مولویوں کو مباحثہ کے انعامی چیلنج بھی دیئے لیکن کسی کو مقابل پر آنے کی جرات نہ ہوئی۔ حضورؑ نے آپکا ذکر اپنی کتب میں نہایت محبت سے کرتے ہوئے آپکو دقیق فہم اور حقیقت شناس قرار دیا۔ آپؓ ۳۱۳ صحابہ میں شامل ہیں۔ آپکے حالات اور وفات کا ذکر کم ملتا ہے، وفات اندازاً ۱۸۹۷ء سے قبل ہوئی۔

★★ Dead Sea Scrolls آجکل کے اہم موضوعات میں سے ہے۔ محققین جاننا چاہتے ہیں کہ ان صحائف میں بیان کئے گئے "عارف استاد" اور حضرت عیسیٰؑ کے بھائی جیمز میں کوئی تعلق ہے یا نہیں۔ اس بارہ میں ایک معلوماتی مضمون محترم فضل احمد صاحب کے قلم سے ماہنامہ "ریویو آف ریلیجنز" نومبر ۹۵ء میں شائع ہوا ہے۔

★★محترم تنویر کھوکھر صاحب نے UNO کی ۵۰ سالہ کارکردگی پر تبصرہ کرتے ہوئے ثابت کیا ہے کہ بڑی طاقتیں دنیا کی اقتصادیات میں اونچ نیچ پیدا کرکے اسے اپنے سیاسی اقتدار کے لئے استعمال کرتی ہیں اور غریب ممالک کو قرضے دے کر اپنے زیر اثر رکھتی ہیں۔ اسی شمارہ میں ہستی باری تعالیٰ، صفات الٰہی اور انسان کا اللہ تعالیٰ سے تعلق کے موضوعات پر محترم شیراز احمد صاحب نے قلم اٹھایا ہے اور محترم حمید سعید صاحب نے حضرت ابراہیمؑ کے متعلق ایک مضمون لکھا ہے۔ نیز حضرت اقدسؑ کی دعا سے متعلق تحریر، حضور انور کی کتاب سے سوشل ورلڈ آرڈر کے تنزل کے اسباب اور حضرت مصلح موعودؓ کے معاشی نظام سے متعلق مضمون کی قسط بھی شائع ہوئی ہے۔

★★ ماہنامہ "احمدیہ گزٹ" کینیڈا اگست ۹۵ء کے شمارہ میں جماعت احمدیہ کینیڈا کے انیسویں جلسہ سالانہ کی رپورٹ شائع ہوئی ہے جو ۳۰ جون تا ۲ جولائی ۹۵ء کو بیت الاسلام میں منعقد ہوا۔ جلسہ میں قریباً ۴ ہزار افراد نے شرکت کی نیز بہت سی معزز شخصیات بطور مہمان تشریف لائیں۔ وزیراعظم کینیڈا نے خصوصی پیغام بھجوایا۔

★★ محترم ڈاکٹر محمد حسین ساجد مرحوم نے زمانہ طالبعلمی میں ہی محترم ڈاکٹر میاں محمد طاہر صاحب کے ذریعہ قبول احمدیت کی سعادت حاصل کی اور پھر باوجود شدید دباؤ اور تکالیف کے ثابت قدم رہے۔ حتی کہ مظالم کے نتیجہ میں ۴۶ء میں آپ گھر چھوڑ کر قادیان چلے گئے۔ جہاں سے گھر والے بصد اصرار واپس لائے۔ ۴۷ء کے زمانہ فسادات میں مرحوم نے مرکز کی حفاظت کے لئے لمبا عرصہ قادیان میں رہ کر نہایت اخلاص اور جرات سے اپنے فرض کو ادا کیا بلکہ اصرار کرکے ایسے مقامات پر ڈیوٹی کے لئے خود کو پیش کیا جہاں خطرہ زیادہ تھا۔ پاکستان آنے کے بعد کراچی کے میڈیکل کالج میں داخل ہوئے جہاں آپکے سسرال بھی مقیم تھے۔ انہیں آپکے احمدی ہونے کا علم ہوا تو انہوں نے رشتہ ختم کردیا۔ ۵۳ء کے فسادات کے دوران مرحوم کو نمایاں خدمات کی نمایاں توفیق ملی اور اسی دوران انکے غیراحمدی والد نے انکی مالی مدد کلیتہً بند کردی چنانچہ بقیہ تعلیم آپ نے سیدنا مصلح موعودؓ کی پرشفقت ذاتی امداد اور جماعتی قرضہ حسنہ لے کر حاصل کی۔ ۵۸ء میں بیرون ملک آگئے اور کچھ عرصہ کینیڈا رہنے کے بعد مستقلاً امریکہ میں سکونت اختیار کرلی۔ ۷۳ء میں پورٹ لینڈ آریگن میں جماعت قائم ہوئی تو مرحوم اسکے پہلے صدر بنے۔ ۱۹۸۸ء میں وفات پائی۔ حضور انور ایدہ اللہ نے آپکی نماز جنازہ غائب پڑھائی اور ۵ اگست ۸۸ء کے خطبہ جمعہ میں نہایت محبت سے ذکر فرمایا۔ آپکی نیک یادوں پر مشتمل مضمون "احمدیہ گزٹ" اگست و ستمبر ۹۵ء کی زینت ہے۔

☆ بقیہ

دیکھو۔ اللہ تعالیٰ نے "ایاک نعبد" کی تعلیم دی ہے۔ اب ممکن تھا کہ انسان اپنی قوت پر بھروسہ کرلیتا اور خدا سے دور ہو جاتا، اس لئے ساتھ ہی "ایاک نستعین" کی تعلیم دے دی کہ یہ مت سمجھو کہ یہ عبادت جو میں کرتا ہوں اپنی قوت اور طاقت سے کرتا ہوں۔ ہرگز نہیں، بلکہ اللہ تعالیٰ کی استعانت جب تک نہ ہو اور خود وہ پاک ذات جب تک توفیق اور طاقت نہ دے، کچھ بھی نہیں ہو سکتا اور پھر "ایاک نعبد وایاک نستعین" نہیں کہا۔ اس لئے کہ اس میں نفس کے تقدم کی بو آتی تھی اور یہ تقویٰ کے خلاف ہے۔ تقویٰ والا کل انسانوں کو لیتا ہے۔ زبان سے ہی انسان تقویٰ سے دور چلا جاتا ہے۔ زبان سے تکبر کرلیتا ہے اور زبان سے ہی فرعونی صفات آ جاتی ہیں اور اسی زبان کی وجہ سے پوشیدہ اعمال کو ریاکاری سے بدل لیتا ہے اور زبان کا زیاں بہت جلد پیدا ہوتا ہے۔ حدیث شریف میں آیا ہے کہ جو شخص ناف کے نیچے کے عضو اور زبان کو شر سے بچاتا ہے اسکی بہشت کا ذمہ دار میں ہوں۔ حرام خوری اس قدر نقصان نہیں پہنچاتی جیسے قول زور۔ اس سے کوئی یہ نہ سمجھ بیٹھے کہ حرام خوری اچھی چیز ہے۔ یہ سخت غلطی ہے اگر کوئی ایسا سمجھے۔ میرا مطلب یہ ہے کہ ایک شخص جو اضطراراً سور کھالے تو یہ امر دیگر ہے لیکن اگر وہ اپنی زبان سے خنزیر کا فتویٰ دے دے تو وہ اسلام سے دور نکل جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے حرام کو حلال ٹھہراتا ہے۔ غرض اس سے معلوم ہوا کہ زبان کا زیان خطرناک ہے اس لئے متقی اپنی زبان کو بہت ہی قابو میں رکھتا ہے۔ اس کے منہ سے کوئی ایسی بات نہیں نکلتی جو تقویٰ کے خلاف ہو۔ پس تم اپنی زبان پر حکومت کرو نہ یہ کہ زبانیں تم پر حکومت کریں اور اناپ شناپ بولتے رہو۔

ہر ایک بات کہنے سے پہلے سوچ لو کہ اس کا نتیجہ کیا ہوگا۔ اللہ تعالیٰ کی اجازت اس کے کہنے میں کہاں تک ہے۔ جب تک یہ نہ سوچ لو مت بولو۔ ایسے بولنے سے جو شرارت کا باعث اور فساد کا موجب ہو، نہ بولنا بہتر ہے لیکن یہ بھی مومن کی شان سے بعید ہے کہ امر حق کے اظہار میں رکے۔ اس وقت کسی ملامت کرنے والے کی ملامت اور خوف زبان کو نہ روکے۔ دیکھو ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب اپنی نبوت کا اعلان کیا تو اپنے پرائے سب کے سب دشمن ہوگئے۔ مگر آپؐ نے ایک دم بھر کے لئے کبھی کسی کی پرواہ نہیں کی۔ یہاں تک کہ جب ابوطالب، آپؐ کے چچا نے لوگوں کی شکایتوں سے تنگ آکر کہا اس وقت بھی آپ نے صاف طور پر کہہ دیا کہ میں اس کے اظہار سے نہیں رک سکتا۔ آپ کا اختیار ہے، میرا ساتھ دیں یا نہ دیں۔

پس زبان کو جیسے خدا تعالیٰ کی رضامندی کے خلاف کسی بات کے کہنے سے روکنا ضروری ہے۔ اسی طرح امر حق کے اظہار کے لئے کھولنا لازمی امر ہے۔ "یامرون بالمعروف و ینھون عن المنکر" (آل عمران:۱۱۵) مومنوں کی شان ہے۔ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرنے سے پہلے ضروری ہوتا ہے کہ انسان اپنی عملی حالت سے ثابت کر دکھائے کہ وہ اس قوت کو اپنے اندر رکھتا ہے کیونکہ اس سے پیشتر کہ وہ دوسروں پر اپنا اثر ڈالے اس کو اپنی حالت اثرانداز بھی تو بنانی ضروری ہے۔ پس یاد رکھو کہ زبان کو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر سے کبھی مت روکو۔ ہاں محل اور موقع کی شناخت بھی ضروری ہے۔ اور انداز بیان ایسا ہونا چاہیئے جو نرم ہو اور سلاست اپنے اندر رکھتا ہو اور ایسا ہی تقویٰ کے خلاف بھی زبان کا کھولنا سخت گناہ ہے"۔

(ملفوظات جلد اول [طبع جدید] صہ ۲۸۰ تا ۲۸۲)

الفضل انٹرنیشنل میں اشتہار دے
کراپنی تجارت کوفروغ دیں

Kenssy
Fried
Chicken
TELEPHONE 0181-539 3773
589 HIGH ROAD,
LEYTONESTONE,
LONDON E11 4PB
PROPRIETOR: MASOOD HAYAT

دلچسپ خبریں
مکتوب آسٹریلیا

(مرتبہ: چوہدری خالد سیف اللہ خان، نمائندہ الفضل، آسٹریلیا)

کیا فی کس قومی دولت کے اعتبار سے دنیا کا امیر ترین ملک آسٹریلیا ہے؟

دولت ماپنے کا روایتی طریق جو پہلے استعمال ہوتا رہا ہے وہ یہ ہے کہ سارے ملک کی مجموعی آمدنی کو کل افراد پر تقسیم کرکے فی کس آمدنی نکالی جائے اس حساب سے دنیا بھر میں آسٹریلیا بیسویں نمبر پر آتا ہے اور یورپ کے اکثر ممالک، امریکہ، کینیڈا اور جاپان اس سے آگے ہیں۔ لیکن اس طریق میں گہرائی نہیں اور اس سے یہ ظاہر نہیں ہوتا کہ اس ملک میں مسلسل قائم رہنے والی ترقی اور ماحولیات (Environment) کے اعتبار سے کتنی استعداد موجود ہے۔ روایتی طریق محض سطحی اور وقتی نوعیت کا ہے۔ آمد تو بتاتا ہے جائداد نہیں۔

اس کے مقابلہ میں ورلڈ بنک نے اس سال دولت ماپنے کا نیا تین پہلوؤں (Three Dimentional) والی تصویر پیش کرنے والا طریق وضع کیا ہے۔ اس جدید طریق کو استعمال میں لاتے ہوئے ورلڈ بنک نے ۱۹۲ ممالک کی تمام دولت کا اندازہ لگایا ہے خواہ قدرتی ہو جیسے زمین، پانی کے ذخائر، زمین میں مدفون خزائن (معدنیات وغیرہ کے) یا خود پیدا کردہ ہوں جیسے شہریوں کے کمانے کی استطاعت، ریلوے، سڑکیں، بجلی گھر اور جملہ تعمیرات وغیرہ اس نئے پیمانہ کی رو سے آسٹریلیا دنیا کا امیر ترین ملک قرار پایا ہے۔ کل قومی دولت میں سے ہر آسٹریلوی شہری کے حصہ آٹھ لاکھ پینتیس ہزار امریکی ڈالر آتے ہیں۔ آسٹریلیا کے بعد کینیڈا، لکسمبرگ، سوئٹزرلینڈ، جاپان، سویڈن، آئس لینڈ، قطر، متحدہ عرب امارات، ڈنمارک، ناروے اور بارھویں نمبر پر امریکہ آتا ہے۔ اس اعتبار سے اوسط آسٹریلوی کے حصہ اوسط امریکی کے مقابلہ میں دگنی دولت آتی ہے۔

ورلڈ بنک کے جدید پیمانہ پر تنقید کرتے ہوئے اخبار کے ایک قاری نے اسے غیر حقیقی طریق قرار دیا ہے اور کہا ہے کہ جدید طریق تو ایسا ہی ہے جیسے ایک آدمی ایک محل کا مالک ہو وہ اور اس کی نسلیں اس سے فائدہ تو اٹھاسکیں لیکن فروخت نہ کرسکیں۔ جب جیب میں خرچ کے لئے پیسے ہی کم ہوں تو محل کی مالیت کس کام کی؟ اس نے کہا لاؤ مجھے میرے حصہ کے آٹھ لاکھ ڈالر دے دو میں جی بھر کے اپنی حسرتیں نکال لوں گا۔

اکٹھے رہنے کا عہد ـ جب تک کہ طلاق ہمیں جدا نہ کردے

ایک اخباری رپورٹ کے مطابق آسٹریلیا میں شادیوں کی تعداد روز بروز گر رہی ہے اور بغیر شادی کئے اکٹھے رہنے والوں کی تعداد میں اضافہ ہو رہا ہے۔ چرچ چشم براہ ہیں کہ کوئی جوڑا شادی کی غرض سے ان میں داخل ہو۔ ۱۹۷۴ء میں فی ہزار آبادی پر ۶۴ شادیاں سالانہ ہوتی تھیں جبکہ اب صرف ۳۷ رہ گئی ہیں۔ بیس سال قبل عورتیں اوسطاً ۲۱ سال کی عمر میں شادی کرتی تھیں اور اب یہ عمر بڑھ کر ۲۷ سال ہوگئی ہے۔ جو شادیاں ہوتی بھی ہیں وہ چالیس فیصد طلاق کی نذر ہو جاتی ہیں۔ شادی کے بعد چھ سال کے عرصہ میں ۱۰ فیصد۔ دس سال بعد ۲۰ فیصد۔ بیس سال بعد ۳۰ فیصد اور ۳۰ سال بعد ۴۰ فیصد جوڑے طلاق حاصل کر لیتے ہیں۔ شادی کے لئے چرچ جانا اور پادری کی خدمات حاصل کرنا ایک غیر ضروری تکلف سمجھا جانے لگا ہے۔ چنانچہ ۲۰ سال قبل ۸۲% شادیاں چرچ میں ہوا کرتی تھیں جبکہ اب صرف ۵۷% چرچ میں ہوتی ہیں اور باقی جوڑے سیکولر طریق پر شادی رجسٹر کرانا ہی کافی سمجھتے ہیں۔

طلاقوں کی کثرت کو دیکھتے ہوئے اخباری رپورٹر لکھتا ہے کہ اب شادی کے موقع پر ہمیشہ اکٹھے رہنے کے عہد کی بجائے عملاً یہ عہد کیا جاتا ہے کہ ہم تب تک اکٹھے رہیں گے جب تک طلاق ہمیں علیحدہ نہ کردے۔

خریداران الفضل سے گذارش

کیا آپ نے نئے سال کا چندہ خریداری ادا کردیا ہے؟

اگر نہیں تو براہ کرم اپنی مقامی جماعت میں اس کی ادائیگی فرماکر رسید حاصل کریں اور اپنے ملک کے مرکزی شعبہ اشاعت کو مطلع کریں۔ رسید کٹواتے وقت اپنا AFC نمبر ضرور درج کروائیں۔ شکریہ (مینیجر)

DISTRIBUTORS OF CRIMPLENE/ VELVET & POLYESTER COTTON CLOTH/ QUILTS & BLANKETS/ PILLOWS & COVERS/ VELVET CURTAINS/ NYLON & SATIN FINISH BED SPREADS/ BED SETTEE & QUILT COVERS/ VELVET CUSHION COVERS/ PRAYER MATS/ ETC. ETC DIRECT SALE TO THE PUBLIC

CROWN TEXTILES,
138 ABBEY ROAD, BRADFORD, BD8 8DP
PHONE 01274 724331 / 488 446
FAX: 01274-730 121

MUSLIM TELEVISION AHMADIYYA

Muslim TV AHMADIYYA

Programme Schedule for Transmission from London
12th January 1996 - 25th January 1996

Friday 12th January 1996

11.30	Tilawat
11.45	Dars-ul-Hadith
12.00	M.T.A Variety: Hamari Kaenat, part 5
12.30	Learning Languages with Huzur, Lesson 60, Part 2
1.00	MTA News
1.30	Friday Sermon, Live
2.40	Nazm
2.50	Mulaqat with Huzoor (Urdu)
3.50	LIQAA MA'AL ARAB
4.50	Qaseedah
4:55	Tomorrow's Programmes.

Saturday 13th January 1996

11.30	Tilawat
11.45	Dars-ul-Hadith (English)
12.00	Eurofile: Question Answer Session, with Nasirat ul Ahmadiyya
1.30	MTA News
2.00	Children's Corner: Mulaqat with Huzoor.(English)
3.05	M.T.A Variety: Press Shau (German)
3.50	LIQAA MA'AL ARAB
4.50	Qaseedah
4:55	Tomorrow's Programmes.

Sunday 14th January 1996

11.30	Tilawat
11.45	Dars-ul-Hadith (English)
12.00	Eurofile: A Letter from London
12.30	Eurofile: Question Answer Session, with Nasirat ul Ahmadiyya
1.00	MTA News
1.30	Children's Corner - Lets learn Salat No. 18
2.00	Mulaqat: Huzoor meets English speaking friends.
3.05	M.T.A Variety: " A walk through Rabwah", (German)
3.55	LIQAA MA'AL ARAB
4.50	Qaseedah
4:55	Tomorrow's Programmes.

Monday 15th January 1996

11.45	Tilawat
11.50	Dars-e-Malfoozat
12.00	M.T.A Variety: Dilbar mera yehi hay
12.30	Learning Languages with Huzur, Lesson 63, Part 1
1.00	MTA News
1.30	Around the Globe: An interview of Mrs Durees Sameen Tahir, by Amatur Rasheed
2.00	Natural Cure- Homeopathy lesson No. 139
3.05	M.T.A Variety: Tahrik e Jadid Ka Pas manzil or Aghaz
3.35	Children's Corner: Hikayat-e-Sheereen
3.50	LIQAA MA'AL ARAB
4.50	Qaseedah
4:55	Tomorrow's Programmes

Tuesday 16th January 1996

11:30	Tilawat
11:45	Seerat-ul-Nabi (s.a.w)
12:00	Medical Matters
12:30	Learning Languages with Huzur, Lesson 63, Part 2
1:00	M.T.A News
1:30	Around the Globe: Qadian Ke Maqamat
2:00	Natural Cure" : Homeopathy Lesson 140
3:05	M.T.A. Variety: "Tech talk"
3:35	P.E. from Rabwah
3.50	LIQAA MA'AL ARAB
4.50	Qaseedah
4:55	Tomorrow's Programmes.

Wednesday 17th January 1996

11.30	Tilawat
11.45	Dars-E-Hadith
12.00	M.T.A Variety: Durres Sameen
12.30	Learning Languages with Huzur, Lesson 64 Part 1
1.00	MTA News
1.30	M.T.A. Lifestyle. Sewing Class, Perahan
2.00	Quran Class - Tarjumatul Quran 112
3.05	M.T.A Variety
3.50	LIQAA MA'AL ARAB
4.50	Qaseedah
4:55	Tomorrow's Programmes.

Thursday 18th January 1996

11.30	Tilawat
11.45	Dars-e-Malfoozat
12:00	Medical Matters: "Malaria", by Dr. Latif Quraishi
12:30	Learning Languages with Huzur, Lesson 64 Part2
1:00	M.T.A. News
1:30	M.T.A. Sports
2:00	Quran Class - Tarjumatul Quran No 113
3:05	M.T.A. Variety: Quiz programme
3:30	Children Corner": Yassarnal Quran No 21
4.00	LIQAA MA'AL ARAB
4.50	Qaseedah
4:55	Tomorrow's Programmes

Friday 19th January 1996

11.30	Tilawat
11.45	Dars-ul-Hadith
12.00	M.T.A Variety: "Seerat Sahaba" by B.A Rafique Khan Sb
12.30	Learning Languages with Huzur, Lesson 63 Part 1.
1.00	MTA News
1.30	Friday Sermon - Hadhrat Khalifatul Masih IV - Live from London
2.40	Nazm
2.50	Mulaqat with Huzoor (Urdu).
3.50	LIQAA MA'AL ARAB
4.50	Qaseedah
4:55	Tomorrow's Programmes.

Saturday 20th January 1996

11.30	Tilawat
11.45	Dars-ul-Hadith (English)
12.00	Eurofile: Question Answer Session, Majlis Ansarullah 14-1-96 London Part 1
1.30	MTA News
2.00	Children's Corner: Mulaqat with Huzoor.(English)
3.05	M.T.A Variety: Programme from Germany "Discussion about Ramadhan"
3.50	LIQAA MA'AL ARAB
4.50	Qaseedah
4:55	Tomorrow's Programmes.

Sunday 21st January 1996

11.30	Tilawat
11.45	Dars-ul-Hadith (English)
12.00	Eurofile: A Letter from London
12.30	Eurofile: Question Answer Session, Majlis Ansarullah - London 14.1.96 Final Part
1.00	MTA News
1.30	Children's Corner - Lets learn Salat No. 19
2.00	Mulaqat: Huzoor meets English speaking friends.
3.05	M.T.A Variety: Programme from Germany Fragen zur Lehre des Islam"
3.55	LIQAA MA'AL ARAB
4:50	Qaseedah
4.55	Tomorrow's Programmes.

Monday 22nd January 1996

11.30	Darsul Quran - by Hadhrat Khalifatul Masih IV - Live from London
1:00	M.T.A. News
1.20	Tilawat
1:30	Mulaqat
2:30	Around the Globe: "An interview with Sheikh Abdul Qadir by Naseer Ahmad Anjum and friends - Last Part
3.00	Tilawat
3:10	M.T.A Variety: Speech "Responsibilities of Ansarullah and Dawat-e Ilullah"
3:25	M.T.A Variety - Dilbar mera yehi hai, by Chaudhry Hadi Ali
3.50	LIQAA MA'AL ARAB
4.50	Qaseedah
4:55	Tomorrow's Programmes

Tuesday 23rd January 1996

11.30	Darsul Quran - by Hadhrat Khalifatul Masih IV - Live from London
1.00	MTA News
1.20	Tilawat
1.30	Mulaqat
2.30	Around The Globe - " Quran Kareem aur hamari zindagi" by Maulana Inaam Ghauri Sb
3.00	Tilawat
3.10	Medical Matters - "First Aid " by Dr. Mujeeb- ul-Haq Khan
3.50	LIQAA MA'AL ARAB
4.50	Qaseedah
4:55	Tomorrow's Programmes.

Wednesday 24th January 1996

11.30	Darsul Quran - by Hadhrat Khalifatul Masih IV - Live from London
1.00	MTA News
1.20	Tilawat
1:30	Mulaqat
2.30	M.T.A Lifestyle. Sewing Class, Perahan
3:00	Nazm
2.00	Quran Class - Tarjumatul Quran 109.
3.00	Tilawat
3.10	M.T.A Variety: "Islamic Adaab" by Imam Rashid
3.50	LIQAA MA'AL ARAB
4.50	Qaseedah
4:55	Tomorrow's Programmes.

Thursday 25th January 1996

11.30	Darsul Quran - by Hadhrat Khalifatul Masih IV Live from London
1.00	M.T.A News
1.20	Tilawat
1.30	Mulaqat
2.30	M.T.A. Variety - Sports from Karachi
3.00	Tilawat
3:50	LIQAA MA'AL ARAB
4.50	Qaseedah
4:55	Tomorrow's Programmes

Programmes or their timings may change without prior notice. We welcome viewers' comments about the quality of translation of the programmes. "Learning languages with Huzoor".

Al Fazl International Weekly, London
GRESSENHALL ROAD, LONDON SW18 5QL (U.K)
ISSN: 1352 9587
☎ (0) 181 870 8517
Fax: (0) 181 870 1095
Vol. 3 Friday, January 12, 1996 No. 2

۱۰۴۔ جلسہ سالانہ قادیان کا نہایت عظیم الشان اور بابرکت انعقاد

ہندوستان سمیت ۲۳ ممالک کے نمائندگان کی شرکت۔ ۵ زبانوں میں خطابات و تقاریر کا رواں ترجمہ۔ روٹی پکانے کی مشین کا اجراء۔ امور خارجہ کے سٹیٹ منسٹر جناب آر۔ایل بھاٹیہ کی شرکت۔ ٹی۔وی، ریڈیو اور پریس پر وسیع پیمانے پر تشہیر۔

(رپورٹ: منیر احمد خادم۔ قادیان)

الحمدللہ ثم الحمدللہ کہ سرزمین قادیان دارالامان میں جماعت احمدیہ کا ۱۰۴ جلسہ سالانہ ۲۶، ۲۷، ۲۸ دسمبر ۱۹۹۵ء کو دعاؤں اور ذکرالٰہی کے روح پرور روحانی ماحول میں نہایت شان و شوکت کے ساتھ منعقد ہو کر سیدنا حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے اختتامی خطاب کے ساتھ اختتام پذیر ہوا۔

۲۶ دسمبر کو ٹھیک دس بجے محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ناظر اعلیٰ و امیر جماعت قادیان نے فلیگ پوسٹ پر تشریف لاکر لوائے احمدیت لہرایا جس کے بعد افتتاحی اجلاس آپ کی صدارت میں محترم مولانا حکیم محمد دین صاحب صدر مجلس انصاراللہ بھارت کی تلاوت قرآن پاک سے شروع ہوا۔ پہلے اجلاس میں محترم حافظ صالح محمد الہ دین صاحب امیر جماعت سکندرآباد اور مکرم سید محمود احمد صاحب صدر جماعت کلکتہ نے علی الترتیب "مذہب خدا کا قول اور سائنس خدا کا فعل" اور ISLAM IS A SECULAR AND PEACE LOVING RELIGION کے عناوین پر تقاریر کیں۔ ہر دو تقاریر کے بعد مکرم نوح ہینسن صاحب (ملائشیا)، مکرم غلام محمد سعید صاحب (جنوبی افریقہ) اور مولانا عطاء اللہ صاحب کلیم مشنری انچارج جرمنی نے اپنے خیالات کا اظہار فرمایا۔

پہلے دن کا دوسرا اجلاس ٹھیک اڑھائی بجے زیر صدارت محترم سید فضل احمد صاحب صوبائی امیر بہار شروع ہوا۔ تلاوت قرآن مجید کے بعد مکرم نورالدین امجد صاحب آف بنگلہ دیش، مکرم عبدالباری ملک صاحب صدر جماعت بریڈفورڈ برطانیہ، مکرم یاسین ربانی صاحب مبلغ انچارج ماریشس اور مکرم عبدالرشید صاحب ناظم قضا بورڈ برطانیہ نے اپنے اپنے تاثرات کا اظہار فرمایا۔ بعدہ لندن سے براہ راست مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ کے ذریعہ سیدنا حضرت امیرالمومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کا افتتاحی خطاب ٹیلی کاسٹ کیا گیا۔ اس خطاب میں حضور انور نے ہندوستان اور پاکستان کے عوام کو اپنے اپنے ملک کے وفادار رہتے ہوئے باہمی محبت و پیار اور بھائی چارے کے ماحول کو پیدا کرنے کی تلقین فرمائی۔ حضور نے ہر دو ملکوں کو جنگ سے باز رہنے اور امن کی فضا کو ہموار کرنے کی نصیحت فرمائی۔ حضور نے فرمایا کہ ہندوستان پاکستان جیسے غریب ملک جنگوں کے متحمل نہیں ہوسکتے۔

حضور انور نے اعداد و شمار کی روشنی میں ہندوستان پاکستان کے بجٹ کو پیش کرتے ہوئے فرمایا کہ یہ ممالک باوجود بے انتہا غریب ہونے کے اپنے بجٹ کا بڑا حصہ دفاع پر خرچ کرتے ہیں۔ ہندوستان کا دفاعی بجٹ کل بجٹ کا ۱۳.۱% ہے جبکہ پاکستان کا ۲۵.۵% سے بھی زیادہ ہے۔ اسی طرح ہندوستان میں ۳۰ کروڑ عوام غربت کی کم سے کم سطح سے بھی نیچے زندگی بسر کر رہے ہیں اور پاکستان کے ۱۲ کروڑ عوام میں سے ۳ کروڑ غربت کی کم سے کم سطح سے بھی نیچے زندگی بسر کر رہے ہیں۔ ۱۹۹۱ء میں ہندوستان پر ۱۸ کھرب روپے کا قرضہ تھا اور یہ قرض لینے والے ممالک میں چوتھے نمبر پر آتا ہے۔ پاکستان کے ذمہ ساڑھے پندرہ کھرب روپے قرض ہے۔ حضور نے فرمایا ہندوستان میں ہر سال ۳۸ لاکھ بچے محض غربت کی وجہ سے ۵ سال سے کم عمر میں مرجاتے ہیں۔

حضور نے ہر دو ممالک کو نصیحت فرمائی کہ جنگوں سے بچیں، اپنے اختلافات کو کھلے ماحول میں وسیع حوصلے کے ساتھ بات چیت کے ذریعہ سلجھائیں اور اپنے اپنے ممالک میں خوشحالی اور بھائی چارے کی فضا کو پھیلائیں۔

دوسرے دن کا پہلا اجلاس زیر صدارت محترم مولانا عطاء اللہ کلیم صاحب شروع ہوا۔ تلاوت قرآن مجید کے بعد مکرم مولانا حکیم محمد دین صاحب صدر مجلس انصاراللہ بھارت، مکرم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ناظر اعلیٰ و امیر مقامی قادیان اور مکرم مولانا محمد عمر صاحب فاضل انچارج مبلغ کیرلہ نے علی الترتیب "بدرسوم کے خلاف جہاد اور جماعت احمدیہ کی ذمہ داریاں"، "سیرت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بحیثیت داعی الی اللہ" اور "اسلام کا غلبہ اور مسلمانوں کا اتحاد خلافت احمدیہ سے وابستہ ہے" کے عناوین پر تقاریر فرمائیں۔

دوسرے دن کا دوسرا اجلاس بعد نماز ظہر و عصر محترم محمد بشیرالدین صاحب امیر صوبائی آندھرا پردیش کی صدارت میں تلاوت کلام پاک سے شروع ہوا۔ اس اجلاس میں دو تقاریر ہوئیں۔

پہلی تقریر "نظام بیت المال اور جماعت احمدیہ" کے عنوان پر مکرم مولوی جلال الدین صاحب نیر ناظر بیت المال آمد قادیان نے فرمائی جبکہ دوسری تقریر مکرم مولوی سلطان احمد صاحب ظفر مبلغ انچارج آندھرا نے "دجال اور یاجوج ماجوج کی حقیقت اور اس کا ظہور" کے عنوان پر فرمائی۔ تقاریر کے بعد مکرم محمد عثمان صاحب آف آسٹریلیا اور مکرم راشد احمد الہ دین صاحب آف امریکہ نے اپنے تاثرات کا اظہار فرمایا۔

تیسرے دن کا پہلا اجلاس زیر صدارت محترم عبدالحمید صاحب ٹاک امیر صوبائی کشمیر شروع ہوا۔ اس اجلاس میں مکرم مولوی محمد ایوب صاحب ساجد، مکرم گیانی تنویر محمد صاحب خادم اور مکرم مولانا محمد انعام صاحب غوری ناظر دعوۃ و تبلیغ نے علی الترتیب "واقفین نو اور والدین کی ذمہ داریاں"، "حضرت بابا گورو نانک جی کا فلسفہ توحید" (بزبان پنجابی) اور "سیرت حضرت مسیح موعود علیہ السلام بحیثیت عاشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم" تقاریر کیں۔

تیسرے روز کا دوسرا اجلاس زیر صدارت مکرم و محترم مولانا حکیم محمد دین صاحب صدر مجلس انصاراللہ بھارت شروع ہوا اس اجلاس میں تلاوت قرآن مجید اور نظم کے بعد محترم مولانا محمد کریم الدین صاحب شاہد ہیڈماسٹر مدرسہ احمدیہ قادیان نے بعنوان "صداقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام" (ان پیشگوئیوں کی روشنی میں جو پوری ہوچکی ہیں) تقریر فرمائی۔ آپکی تقریر کے بعد بعض مہمانان نے اپنے تاثرات بیان فرمائے اور ٹھیک پونے پانچ بجے شام مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ سے سیدنا حضرت امیرالمومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کا اختتامی خطاب ٹیلی کاسٹ کیا گیا۔

سیدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اختتامی خطاب میں بالخصوص دعوت الی اللہ کی طرف احباب جماعت کو توجہ دلائی۔ حضور نے دنیا بھر میں دعوت الی اللہ کرنے والو[ں] بعض ایمان افروز واقعات، اسی طرح [...] احمدیت کے عبرت انگیز واقعات کا سبق آ[موز] بصیرت افروز تذکرہ فرمایا۔ حضور انور نے حاضرین جلسہ کو السلام علیکم و رحمۃ اللہ وبرکا[تہ] مبارکباد کا تحفہ عطا فرمایا۔ اختتامی خطاب کے [...] حضور اقدس نے پرسوز اجتماعی دعا کروائی [...] میں حاضرین جلسہ کے علاوہ تمام دنیا کے ا[...] شامل ہوئے۔

جلسہ کے ایام میں ۲۷ دسمبر کو بعد نماز مغر[ب] عشاء ٹھیک آٹھ بجے نومبایعین کا ایک [...] اجلاس زیر صدارت مکرم مولانا محمد کریم ال[دین] صاحب ہیڈماسٹر مدرسہ احمدیہ قادیان منعقد [...] جس میں مکرم منیر احمد خادم صاحب [...] نومبایعین کی تربیت کے بارہ میں سیدنا حض[رت] اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی نصائح پیش ک[یں] بعد ازاں پنجاب، ہریانہ، ہماچل پردیش، [...] راجستھان کے نومبایعین نے اپنے اپنے قب[ول] احمدیت کے ایمان افروز واقعات سنائے۔

اسی وقت مسجد مبارک میں ہندوستان [...] آئے ہوئے عہدیداران و نمائندگان کی تبلیغی [...] سے متعلق ایک ضروری میٹنگ منعقد ہوئی۔

جلسہ سالانہ سے چند روز قبل ۲۲ دسمبر کو [...] چودھری محمد اکبر صاحب قائمقام ناظر اعلیٰ [...] صدارت میں معائنہ کارکنان جلسہ سالانہ کی تقر[یب] احمدیہ گراؤنڈ میں منعقد ہوئی تھی۔ الحمدللہ [...] انتظام جلسہ سالانہ کے تحت ۲۳ دسمبر کی شام [...] جملہ کام شروع ہوگئے۔ مکرم چودھری محمد عار[ف] صاحب افسر جلسہ سالانہ نے اپنے نائبین و معاو[نین] کے ساتھ مل کر بہت محنت اور لگن کے سا[تھ] مہمانان کرام کی خدمت سرانجام دی۔

جلسہ سالانہ کے موقعہ پر الحمدللہ ایک در[جن] سے زائد اخباری نمائندے اور ریڈیو و ٹی۔وی۔ [کے] نمائندے تشریف لائے۔ جلسے کے اگلے روز [...] سے قومی اخبارات نے تفصیل سے خبریں د[یں] جبکہ جالندھر دور درشن نے ۲۶ دسمبر کی رات ا[ور] ذی۔ٹی۔وی نے ۲۷ دسمبر کی رات ۱۰ بجے جلسے [کی] خبریں نشر کیں۔

الحمدللہ کہ اس سال درج ذیل بائیس ممالک کے نمائندے جلسہ سالانہ میں شرکت کے [لئے] تشریف لائے۔ بنگلہ دیش، پاکستان، نیپال، سری ل[نکا] ...

باقی صفحہ نمبر ۳ پر ملاحظہ فرمائیں

معاند احمدیت، شریر اور فتنہ پرور مفسد ملاؤں کو پیش نظر رکھتے ہوئے خصوصیت سے حسب ذیل دعا بکثرت پڑھیں

اللّٰھُمَّ مَزِّقْھُمْ کُلَّ مُمَزَّقٍ وَّسَحِّقْھُمْ تَسْحِیْقًا

اے اللہ انہیں پارہ پارہ کردے، انہیں پیس کر رکھ دے اور ان کی خاک اڑادے

سیٹنگ و ڈیزائننگ۔ خلیفہ دواح الدین احـ[...]